ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ:27 فروری ۲۰۱۱ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

دی اسٹیٹ آف کویت

سابق امیر کویت الشیخ جابر الصباح رحمہ اللہ



IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

urdu.indd 1 2/16/11 12:33 PM

اہل کویت کی خوشی ہماری خوشی ہے

محمد خالد اعظمی (کویت)
taleem95@hotmail.com

3 جنوری 1999ء کو ریڈیو کویت سے ایک بیان نشر ہوا کہ:

"کویت دنیا کے دیگر ممالک میں پٹرول کے ساتھ رفاھی خدمات بھی ایکسپورٹ کرتا ھے ، کویت کی رفاھی اور اسلامی خدمات تمام لوگوں کے لیے عام ھیں، یہ ھم پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ھے کہ ھمارے پاس ایکسپورٹ کرنے کے لیے پٹرول اور رفاھی کاموں کے علاوہ اور کچھ نہیں ھے ۔" یہ بیان شیخ عبداللہ المطوعؒ کا تھا

کویت کو آزاد ہوئے 50 سال ہوگئے ہیں ۔جس وقت اس ملک پر غاصب عراق نے اپنا خونی پنجہ جمایا، بیرون ملک کے باشندگان کو یہاں سے نکلنا پڑا، ساتھ ہی باشندگان کویت کو بھی ہر طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر یہ جانباز قوم اپنی آزادی کی خاطر لڑتی رہی یہاں تک کہ ملک آزاد ہوگیا، اس پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

آج یہ ملک آزادی کی پچاسویں ،عراقی افواج کے انخلاء کی بیسویں اور امیر کویت الشیخ صباح الاحمد الصباح کے اقتدار کی پانچویں سالگرہ منا رہا ہے ۔کویت کی آزادی کی تاریخ 19 جون 1961ء سے شروع ہوتی ہے جب اس نے مغربی استعمار سے آزادی حاصل کی، اس کے بعد سے مستقل ملک ترقی کرتا رہا، آج صورتحال یہ ہے کہ اس نے اپنے دامن میں 103 ممالک کے لوگوں کو پناہ دے رکھی ہے۔

اس چھوٹے سے ملک میں رزق ومعاش کی تلاش میں آنے والوں میں سے آدھے سے زیادہ لوگ برصغیر ہندو پاک کے ہیں، لہذا ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ کویت کی اس سالگرہ کی تقریبات میں ہم بھی برابر کے شریک ہوں، ان کی خوشی ہماری خوشی ہو اور ہمیں اس ملک اور باشندگان ملک کا ممنون ومشکور ہونا چاہیے کہ اس نے ہمیں اپنے دامن میں پناہ دے رکھی ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: لا یشکر اللہ من لایشکر الناس "جو لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالی کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا"۔ (سنن ابی داؤد)

اس ملک میں امن وسکون، دین اسلام کا فروغ اور خیر کے کام کرنے والی تنظیموں کا پھلنا پھولنا اور ترقی کرنا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ دین کے کام کرنے والوں کو یہاں پر کھلی آزادی ہے، اور کویت جیسے چھوٹے سے ملک میں جتنے رفاہی ادارے ہیں شاید دنیا کے کسی ملک میں اتنے زیادہ رفاہی ادارے ہونگے ۔إن اللہ لا یضیع أجر المحسنین "اللہ تعالی محسنین کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتا"۔

اگر ہمارے افراد اہل کویت کے لیے اچھا جذبہ رکھتے ہیں اور ان کے کام آتے ہیں تو یہ قوم اس کا اعتراف بھی کھل کر کرتی ہے اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ عراق کے غاصبانہ قبضہ کے دوران کویت میں مقیم محمد ہوشدار خان صاحب نے کافی تعاون کیا تھا اور مصائب میں پھنسے ہوئے لوگوں کی دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح سے مدد کی تھی، اس کی اطلاع شیخ جابر الاحمد الجابر الصباح رحمہ اللہ کو ملی تو انہوں نے طائف (سعودی عرب) سے دیوان امیری کی جانب سے ایک خط محمد ہوشدار خان کے گھر حیدرآباد کے پتے پر بھیجا جس میں شیخ جابر الاحمد الجابر الصباح رحمہ اللہ نے اپنی حکومت اور عوام کی طرف سے ان کی تعریف کی اور دوران جنگ ان کی خدمات کو سراہا۔

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:27 فروری ۲۰۱۱ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری شیخ عبدالسلام عمری
محمد شاہنواز محمدی شیخ حبیب الرحمٰن جامعی

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	صفحہ
تجلیات	کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا	2
صدائے عرش	استحقاق خلافت ارضی کیوں اور کیسے؟	3
آئینۂ رسالت	بعثت کا مقصد: اخلاق حسنہ کی تکمیل	3
ہدایت کی کرنیں	میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	4
سیرت کے البم سے	سیرت رسول ﷺ	6
حقائق ومعارف	قصے کہانیاں اور ہماری ذمہ داریاں	7
ملک وملت	دی اسٹیٹ آف کویت	8
تربیت وتزکیہ	رسول اکرم ﷺ کا طریقۂ تربیت	12
چراغ منزل	سابق امیر کویت الشیخ جابر الصباح رحمہ اللہ	14
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل اور ان کا حل	16
طب وصحت	آسان گھریلو نسخے	17
نکہتِ گل	زندگی کے بدلتے ڈگر	18
خبر ونظر	عالم اسلام کی خبریں	19
بزم ادب	عالمی مشاعرہ 2011	20

ستقرأ في هذا العدد

☆ أفراح أهل الكويت أفراحنا
☆ التعريف بلجنة التريف بالاسلام
☆ استخلاف الأرض لماذا وكيف ؟
☆ بعثت لأتمم مكارم الأخلاق
☆ أنوار الهداية (لماذا أسلمت)
☆من أوراق السيرة النبوية
☆ القصص الواقعية وأثرها على حياة الانسان
☆ لمحة عن الكويت
☆من أساليب تربية النبي صلى الله عليه وسلم
☆نبذه عن حياة الشيخ جابر الصباح رحمه الله أمير دولة الكويت سابقا
☆الفتاوىٰ الشرعية
☆ الطب والصحة
☆ أوراق ذهبية
☆ أخبار العالم الاسلامي
☆ النادي الأدبي

السلام علیکم

عزیز قاری!

متنوع اور رنگارنگ موضوعات پر مشتمل فروری ۲۰۱۱ء کا شمارہ لیے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، کویت کے پچاس سالہ قومی دن اور بیس سالہ یوم آزادی کی مناسبت سے تفصیل سے کویت کے سلسلے میں معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تجلیات کے کالم میں لجنۃ التعریف بالاسلام کی دعوتی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور سابق امیر کویت الشیخ جابر الصباح رحمہ اللہ کی زندگی کے چند درخشاں پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ سابقہ شماروں کے جیسے اس شمارہ میں بھی آپ اپنے ذوق کے تمام موضوعات پائیں گے، یہ رسالہ آپ کا ہے اور آپ کے دینی جذبات کا ترجمان ہے، ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں بہتر سے بہتر چیز پیش کرسکیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کس حد تک کامیابی مل سکی ہے فیصلہ آپ کے ہاتھوں ہے، یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا ہمیں اپنے تاثرات سے مطلع فرمائیں۔

ادارہ
والسلام

کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر

یہ فروری کا شمارہ ہے اور ماہ رواں کی 25، 26 تاریخ کویت کے قومی تہوار اور یومِ آزادی کا پُرمسرت دن ہے، جہاں ایک طرف کویت اپنے قومی تہوار کے پچاس سال مکمل ہونے پر نصف صد سالہ جشن منانے کی تیاری میں ہمہ تن مشغول ہے تو دوسری طرف IPC نے جنوری کے اواخر میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ اپنا 33 سالہ جشن منایا ہے، اس طرح اگر کویت نے اپنے قومی تہوار کے پچاس سال مکمل کر لیے ہیں تو IPC نے اپنی عمر کی 33 بہاریں دیکھ لی ہیں، چونکہ یہ ادارہ کویت کے خیر وبرکات ہی کا ایک پرتو ہے، اور اس نے ایک قلیل عرصہ میں محیر العقول خدمات انجام دی ہیں، اس مناسبت سے ہم سردست ادارہ کے آغاز سے اب تک کا ایک معروضی خاکہ پیش کرنا چاہیں گے پھر اصل موضوع کی طرف لوٹیں گے۔

IPC کویت کی سرزمین پر تعارفِ اسلام کی مرکزی کمیٹی ہے جو کویت کے معروف رفاہی ادارہ جمعیۃ النجاۃ الخیریہ کی ایک شاخ ہے۔ IPC کی تاسیس سن 1978 میں عمل میں آئی، کام کی شروعات ایک چھوٹے سے کمرے سے ہوئی جس کا پس منظر یہ ہے کہ کویت کے چند باہمت نوجوانوں نے جب دیکھا کہ اس سرزمین پر روزگار کے لیے بیرون ممالک سے آنے والے لوگوں کی معتد بہ تعداد موجود ہے جن تک اسلام کا پیغام پہنچانا ایک مسلمان کی واجبی ذمہ داری ہے، پھر ان میں کام کرنے کے لیے ماحول بھی سازگار ہے۔

چنانچہ تارکین وطن کو مختلف زبانوں میں دین کی معلومات بہم پہنچانے کی عملی شکل یہ اپنائی گئی کہ ان کو عربی زبان سکھائی جائے جو خلیجی ممالک میں ان کی ملازمت سے جڑی ہوئی زبان ہے۔ اور اسی کے ساتھ ان کے سامنے اسلام کا تعارف بھی کرایا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے ہفتہ میں جمعہ کے دن کا انتخاب کیا گیا کیوں کہ یہی دن بالعموم ملازمت پیشہ افراد کی تعطیل کا ہوا کرتا تھا، اسی مناسبت سے کمیٹی شروع میں ''مدارس الجمعۃ'' کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔

حاضرین کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا، چناں چہ اوقاف کی عمارت میں ایک روم کرایا پر حاصل کرلیا گیا۔ مرور ایام کے ساتھ کویت کے اہل خیر کی دعوتی رغبت بڑھتی گئی جسے دیکھتے ہوئے کمیٹی کے ذمہ داران نے دعوتی کاز کو آگے بڑھانے کا منصوبہ بنایا، دعوت کے دائرے کو وسیع کیا یہاں تک کہ اس کا مرکزی دفتر فہد سالم روڈ مسجد ملا صالح کے تہہ خانہ میں قرار پایا۔ آج بفضلہ تعالیٰ کویت کے مختلف حصوں میں ipc کی 15 شاخیں دعوتی کاموں میں سرگرم ہیں، اسے 14 زبانوں میں 74 سے زائد مبلغین کی خدمات حاصل ہیں۔ ذمہ داران اور مبلغین کی مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں سن تاسیس سے لے کر اب تک مختلف زبانوں کے 51 ہزار سے زائد مرد وخواتین مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔

اس کے علاوہ ipc ہمیشہ ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل کر کے عربی بول چال کے کورسیز کراتی ہے، دنیا کی مشہور زبانوں میں غیر مسلموں کے سامنے عصری اسلوب میں حکمت ودانائی کے ساتھ اسلام کا مثبت انداز میں تعارف کراتی ہے، ہفتہ وار کلاسیز کے ذریعہ نومسلموں کی تربیت کرتی ہے، مختلف زبانوں میں دعوتی کتابیں، کیسٹس اور پمفلٹس شائع کرتی اور مفت تقسیم کرتی ہے۔ ipc کو cams کے نام سے ایک ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کی خدمت بھی حاصل ہے جو خلیجی ملکوں میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے۔ اس کے زیر اہتمام مبلغین اور عام لوگوں کے لیے ٹیکنیکل اور ٹریننگ کورسیز چلتے رہتے ہیں۔

آٹھ سال سے عربی زبان میں ماہنامہ 'البُشریٰ' بھی نکل رہا ہے جو خاص دعوتی میگزین ہے، اس نے دعوت کے تئیں اہل کویت کی ذہن سازی میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں شاید لجنۃ التعریف بالاسلام کو یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ وہ چھ زبانوں (تلگو، تمل، ملیالم، اردو، فلیپائن اور بنگالی) میں بھی اپنا ماہانہ آرگن شائع کر رہی ہے جو خالص دعوتی اور اصلاحی مجلّات ہیں۔

یہ رہی IPC کی مختصر تاریخ اور اس کی موجودہ سرگرمیوں کی ایک جھلک، جس میں آپ نے دیکھا کہ کویت کی سرزمین پر غیر مسلم تارکین وطن کے وجود نے سکولوں میں زیر تعلیم چند کویتی نوجوانوں کے اندر دعوت کا غیر معمولی احساس پیدا کیا، ان کے سمند ہمت کو تازیانہ لگایا، چناں چہ انہوں نے اس احساس کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کام کی شروعات کی، ابتداء میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ ان کی کوششیں اس قدر رنگ لائیں گی کہ کویت کے چپہ چپہ بلکہ پورے عالم میں اس کی گونج سنی جائے گی اور اس چمن کے لالہ وگل کی عطر بیزیوں سے پورا عالم معطر ہوجائے گا۔ اس ادارہ سے فیض پانے والے کتنے چراغِ ہدایت ہیں جن کے ہاتھوں پر ہزاروں نے اسلام قبول کیا ہے، کتنے یورپ وامریکہ کی تاریک فضاؤں میں روشنی پھیلا رہے ہیں۔ ظاہر ہے یقین محکم، عمل پیہم اور منظّم پلاننگ نے اس ادارے کو اس مقام تک پہنچایا ہے، اس بیچ کتنی رکاوٹیں آئی ہیں، کتنے صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑا ہے، نازک اور سنگین حالات سے نبرد آزمائی کرنا پڑی ہے لیکن ہر جگہ حکمت ودانائی کے ساتھ منظّم منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ادارہ شگفتہ و شاداب ہے اور مسلسل برگ وبار لا رہا ہے۔

ایک طرف اس دعوتی مرکز کی خدمات ہیں تو دوسری طرف یہ خبر کہ پچھلے دنوں پیرس میں عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مغربی مفکرین اور سیاست دانوں نے شرکت کی، کانفرنس کا موضوع تھا ''یورپی ممالک میں اسلام کا فروغ اور اس کے سدباب کی تدابیر'' واقعہ یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے رجحانات نے اہلِ مغرب کو گویا باؤلا بنا دیا ہے، لیکن فرزندانِ توحید کے لیے یہ کوئی نیا چیلنج نہیں ہے، اعدائے اسلام نے تاریخ کے ہر دور میں اسلام کی شمع فروزاں کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کی ہے اور تا صبح قیامت کرتے رہیں گے، اس سے ہراساں ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، اس طرح کی ناکام کوششوں کا نتیجہ ہر دور میں خیر کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور ہوتا رہے گا کیوں کہ اسلام کی فطرت ہے کہ ''جتنا ہی دباؤ گے اتنا ہی یہ ابھرے گا'' البتہ ایسے کشیدہ حالات میں غیر مسلموں میں کام کرنے والے دعوتی اداروں کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے، ہر ملک اور ہر علاقے میں ایسے ادارے اور افراد ہونے چاہئیں جو غیر مسلموں کی زبان میں ان تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے یکسو ہوں، ipc نے ہمیں غیر مسلموں میں کام کرنے کا تصور دیا ہے، ہماری ذہن سازی کی ہے، اصلاح امت کے ساتھ غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن ہے یہ راستہ بڑا صبر آزما اور حوصلہ طلب، کیونکہ ع خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا۔

صفات عالم محمد زبیر تیمی
safatalam12@yahoo.co.in

حافظ صلاح الدین یوسف

استحقاقِ خلافتِ ارضی کیوں اور کیسے؟

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (سورة النور 55)

ترجمہ: ''جولوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن سے اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو ملک کا حاکم بنادے گا جیسا اُن سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور اُن کے دین کو جسے اُس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا(۱)، وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی اور کو شریک نہ بنائیں گے(۲) اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ بدکردار ہیں(۳)''۔

تشریح: (۱) بعض نے اس وعدۂ الٰہی کو صحابۂ کرام کے ساتھ یا خلفائے راشدین کے ساتھ خاص قرار دیا ہے لیکن اس تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ قرآن کے الفاظ ہیں اور ایمان وعمل کے ساتھ مشروط ہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ عہد خلافتِ راشدہ اور عہد خیر القرون میں اس وعدۂ الٰہی کا ظہور ہوا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زمین میں غلبہ عطا فرمایا، اپنے پسندیدہ دین اسلام کو عروج دیا اور مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ پہلے مسلمان کفار عرب سے ڈرتے تھے، پھر اس کے برعکس معاملہ ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی جو پیشین گوئیاں فرمائی تھیں، وہ بھی اس عہد میں پوری ہوئیں۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

''حیرہ سے ایک عورت اکیلے تنِ تنہا چلے گی اور بیت اللہ کا آکر طواف کرے گی، اسے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہوگا، کسریٰ کے خزانے تمہارے قدموں میں ڈھیر ہوجائیں گے''۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا ان اللّٰہَ زوی لی الارض فرأیتُ مشارقَها ومغاربَها وإنَّ أمتی سیبلغُ ملکُها ما زُوی لی منها (صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة. باب هلاک هذه الأمة بعضهم ببعض) ''اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا، پس میں نے اس کے مشرقی اور مغربی حصے دیکھے، عنقریب میری امت کا دائرۂ اقتدار وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک میرے لیے زمین سکیڑ دی گئی''۔ حکمرانی کی یہ وسعت بھی مسلمانوں کے حصے میں آئی اور فارس وشام اور مصر وافریقہ اور دیگر دور دراز کے ممالک فتح ہوئے، کفر وشرک کی جگہ توحید وسنت کی شمعیں ہر جگہ روشن ہوگئیں اور اسلامی تہذیب وتمدن کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرایا گیا۔ لیکن یہ وعدہ چوں کہ مشروط تھا، جب مسلمان ایمان میں کمزور اور عمل صالح میں کوتاہی کے مرتکب ہوئے تو اللہ نے ان کی عزت کو ذلت میں، ان کے اقتدار اور غلبے کو غلامی میں اور ان کے امن واستحکام کو خوف اور دہشت میں بدل دیا۔

(۲) یہ بھی ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ایک اور بنیادی شرط ہے جس کی وجہ سے مسلمان اللہ کی مدد کے مستحق اور اس وصف توحید سے عاری ہونے کے بعد وہ اللہ کی مدد سے بھی محروم ہوجائیں گے۔

(۳) اس کفر سے مراد، وہی ایمان، عمل صالح اور توحید سے محرومی ہے جس کے بعد ایک انسان اللہ کی اطاعت سے نکل جاتا اور کفر وفسق کے دائرے میں داخل ہوجاتا ہے۔

شیخ ولید عمری (کویت)

بعثت کا مقصد: اخلاق حسنہ کی تکمیل

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي لِتَمَامِ مَكَارِمِ الأَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الافْعَالِ'' (شَرْحُ السُّنَّةِ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مجھے اخلاقی خوبیوں اور اچھے کاموں کی تکمیل کے لیے بھیجا ہے''۔

تشریح: اس میں شک نہیں کہ دنیا کے سارے مذاہب کی بنیاد اخلاق ہی پر ہے، لیکن مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی محمد ﷺ کی بعثت تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنما بعثتُ لأتمم مکارمَ الأخلاق (مسند احمد/مؤطا/الادب المفرد) ''میں حسن اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں''۔

چناں چہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کر دیا، ابھی آپ ﷺ مکہ ہی میں تھے کہ ابوذرؓ نے اپنے بھائی کو اس نئے پیغمبر کے حالات اور تعلیمات کی تحقیق کے لیے مکہ بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر آپ ﷺ کے بارے میں اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی وہ یہ تھے: رأیتُه یأمرُ بمکارم الأخلاق (مسند احمد ۱/۲۰۲) ''میں نے اس نبی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے''۔

اسلام میں ارکانِ اربعہ کا ایک اہم مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت اور تکمیل ہے، قرآن میں یہ نقطۂ نظر ہر جگہ نمایاں طریقہ سے واضح کیا گیا ہے۔ چناں چہ نماز کا ایک فائدہ قرآن کریم نے یہ بتایا کہ وہ بُری باتوں سے باز رکھتی ہے، روزے کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ تقوی کی تعلیم دیتا ہے، زکاۃ سرتاپا انسانی ہمدردی اور غمخواری کا سبق ہے، اور حج بھی مختلف طریقوں سے ہماری اخلاقی اصلاح وترقی کا ذریعہ ہے۔

اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں جو دعا مانگتے تھے اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا..... وَاهْدِنِي لأحْسَنِ الأخْلَاقِ لَا يَهْدِي لأحْسَنِهَا اِلَّا أنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لايَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا اِلَّا أنْتَ (مسلم)

''اے میرے اللہ! تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر، تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی نہیں کرسکتا، اور بُرے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے، ان کو تیرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پھیر سکتا''۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات عالیہ میں حسن اخلاق کی فضیلت واہمیت بتاتے ہوئے فرمایا: ''میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہیں ہے''۔ (احمد، ابوداؤد) اسی کے ہم معنی ایک اور حدیث ہے ''قیامت کی ترازو میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی، کہ حسن اخلاق والا اپنے حسن خلق سے ہمیشہ کے روزے دار اور نمازی کا درجہ حاصل کرسکتا ہے''۔ (ترمذی)

عہد نبوی میں دو عورتیں تھیں، ایک رات بھر نماز پڑھتی، دن میں روزہ رکھتی اور صدقہ وخیرات کرتی تھی مگر اپنی زبان درازی سے پڑوسیوں کے ناک میں دم کیے رہتی تھی جبکہ دوسری فرائض کی پابندی کرتی اور غریبوں کو چند کپڑے بانٹ دیتی تھی مگر کسی کو تکلیف نہ دیتی۔ رسول اللہ ﷺ سے ان دونوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے پہلی کی بابت فرمایا: ''وہ جہنمی ہے'' اور دوسری کی بابت فرمایا: ''وہ جنتی ہے''۔ (الادب المفرد، صحیح)

urdu.indd 5 2/16/11 12:33 PM

انگریزی سے ترجمہ: عبدالجلیل منشی (کویت)
ajmunshi@yahoo.com

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیر کی سالی لورین بوتھ کا قبولِ اسلام

”میں اسلام قبول کرنے کے لیے ہرگز سرگرم نہ تھی، نہ ہی میں اسلام کا مطالعہ کر رہی تھی، بات دراصل یہ ہے کہ جب آپ ایک مسلم معاشرے میں مسلمانوں کے درمیان رہ کر ایک طویل عرصے سے کام کر رہے ہوں تو لامحالہ ان سے روزمرہ کی گفتگو کے دوران اُن کے دین اور قرآن کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات حاصل ہوتی ہی رہتی ہیں، میں یہ سمجھتی ہوں کہ میں نے اتفاقاً مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہوئے تھوڑا بہت قرآن کے بارے میں جانا، اس دوران یہ بھی اندازہ ہوا کہ اگر آپ نے اسلام میں دلچسپی لیتے ہوئے اسکے بارے میں جاننے کی خواہش ظاہر کی تو مسلم اُمہ کی تمام تر محبت، یگانگت اور خلوص کو آپ یقینا محسوس کئے بنا نہ رہ سکیں گے“.

اپنے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے ۴۳ سالہ لورین بوتھ نے کہا کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے اسلام، مسلمانوں کی محبت اور دوستی میں قبول نہیں کیا بلکہ جن حالات میں میں مسلمانوں کے درمیان رہ کر اک طویل مدت تک کام کرتی رہی ہوں اس دوران نہ جانے کس وقت میرا اللہ سے ربط قائم ہوگیا، میں نے اللہ کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کی اور اب میں امید کرتی ہوں کہ میں اپنی اس کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہوسکی ہوں۔

اسلام کی جانب یہ سفر میری زندگی کا نہایت خوشگوار سفر ہے، مجھے نہیں معلوم کہ میں کب اس راہ کی مسافر بنی، حالات سازگار ہیں اور ساتھی مسافر گرمجوش، اس سفر میں میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہوں اور وقت کی گرم آندھی اور راہ کی تمام رکاوٹوں کے باوجود اسلام کے راستے پر میرا یہ سفر تیزی سے گامزن ہے۔

اگر مجھ سے یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک انگریز صحافی، ایک تنہا دو بچوں کی ماں نے مغربی میڈیا کے سب سے ناپسندیدہ مذہب کو کس طرح قبول کیا تو اس کے جواب میں میں اپنے اس انتہائی روحانی تجربے کا حوالہ ضرور دینا چاہوں گی جو مجھے ایران کی ایک مسجد میں ہوا جس نے میرے دل کی دنیا بدل دی، مگر اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اگر ماضی میں جھانکا جائے تو اسکی بنیاد غالباً اس وقت پڑ گئی تھی جب میں جنوری ۲۰۰۵ء میں اکیلی فلسطینی علاقے ویسٹ بنک (مغربی کنارہ) میں برطانوی جریدے ’دی میل‘ کے لیے فلسطینی صدارتی انتخابات کی کوریج کے لیے پہونچی تھی، یہاں میں یہ بات واضح کر دوں کہ اپنے اس سفر سے پہلے مجھے کبھی بھی مسلمانوں یا عربوں کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔

جب میں نے اپنا مشرقِ وسطیٰ کا یہ سفر شروع کیا تھا تو میرا ذہن مغربی میڈیا کے اس پروپگنڈہ کی وجہ سے سخت مخدوش تھا جو اس نے دنیا کے اس حصے کے لوگوں کے بارے میں جو محمد ﷺ کے ماننے والے تھے جاری رکھا ہوا تھا اور انہیں بنیاد پرست، متعصب، مذہبی انتہاء پسند، خودکش حملہ آور، اغوا کار اور جہادی قرار دیا جاتا تھا جبکہ میرا یہ تجربہ ان تمام تصورات کے بالکل برعکس ثابت ہوا۔

میں فلسطینی مغربی کنارے کے علاقے میں اس حال میں داخل ہوئی تھی کہ میرے جسم پر میرا کوٹ بھی نہیں تھا کیونکہ تل ابیب کے ہوائی اڈے پر اسرائیلی حکام نے میرا سوٹ کیس اپنے قبضے میں لے لیا تھا، اور میں ’رام اللہ‘ کے مرکزی علاقے میں شدید سردی سے ٹھٹھرتی ہوئی چلی جا رہی تھی کہ یکا یک ایک بوڑھی فلسطینی خاتون نے میرا ہاتھ تھام لیا، تیزی سے عربی زبان میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے وہ مجھے ملحقہ گلی میں واقع ایک گھر میں لے گئی، سب سے پہلے میرے ذہن میں جس خدشے نے جنم لیا وہ یہ تھا کہ کیا میں ایک بوڑھی عورت کے ہاتھوں اغواء ہوگئی ہوں، کئی منٹ تک میں خاموشی سے اسے اپنی بیٹی کے کمرے میں موجود کپڑوں کی الماری سے کچھ ڈھونڈتے ہوئے دیکھتی رہی، بالآخر اس نے الماری سے ایک کوٹ، ایک حجاب اور ایک ٹوپی نکالی اور مجھے دیکر دوبارہ اسی گلی میں چھوڑ دیا جہاں سے وہ مجھے اپنے گھر لے گئی تھی۔ میرے سر پر گرمجوشی سے بوسہ دیا، اور اپنی راہ ہولی، حیرت کی بات یہ ہے اس سارے عمل کے دوران ہمارے درمیان ایک لفظ کا بھی تبادلہ نہ ہوا۔

یہ سخاوت اور فیاضی کی ایک زندہ مثال تھی جسے میں کبھی نہ بھول پاؤں گی اور جس کا مجھے اس کے بعد وہاں رہتے ہوئے کئی موقعوں پر بارہا تجربہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری عملی زندگی میں روحانی گرمجوشی کا ایسا مظاہرہ شاذونادر ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

اس سفر کے بعد آنے والے تین برسوں میں میرا مقبوضہ علاقوں میں متعدد بار جانے کا اتفاق ہوا۔ ابتداً میرا وہاں اپنے صحافتی امور کی انجام دہی کے سلسلے میں جانا ہوتا رہا مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا میرے وہاں کے سفر کی نوعیت میں تبدیلی آتی گئی اور پھر میں نے فلسطینی عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرنے اور انکے لیے امدادی کام کرنے والے گروپوں کیساتھ مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں آنا جانا شروع کردیا۔

اس دوران میں نے وہاں ہر مذہب اور عقیدے کے حامل فلسطینیوں کی بدحالی اور تکالیف کو کھلی آنکھوں سے دیکھا اور دل سے محسوس کیا۔ یہاں میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ عیسائی عقیدے کے لوگ بھی جو تقریباً دو ہزار برس سے ارضِ مقدس پر رہ رہے ہیں وہ بھی مسلمانوں کی طرح اسرائیلی جارحیت کا شکار ہیں۔

وہاں آتے جاتے اور فلسطینی مسلمانوں کے درمیان رہتے ہوئے ان شاء اللہ، ماشاء اللہ اور الحمدللہ جیسے کلمات میری زبان کا حصہ بنتے رہے جو فلسطینی مسلمان اپنے روزمرہ کی گفتگو میں شکر، تعریف اور امید کے اظہار کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس سرزمین کے لوگوں کے حوالے سے مغربی میڈیا نے جو خوفناک تاثر مغرب کے لوگوں کے اذہان میں پیدا کردیا ہے اور جسکا دہشتناک تصور لے کر میں پہلی بار اس خطے میں آئی تھی اب اتنا عرصہ ان لوگوں میں رہنے کے بعد وہ تاثر یکسر غائب ہوگیا تھا۔ اب میں بغیر کسی خوف وتردد کے مختلف مسلم گروپوں سے ملنے لگی تھی اور اس طرح اس سرزمین کے ذہین، عقلمند اور سب سے بڑھ کر مہربان اور فیاض لوگوں کے درمیان مجھے رہنے اور انہیں سمجھنے کا موقع ملا۔

فلسطین کی مسلمان خواتین، اسلام سے میری خصوصی لگن اور پسندیدگی کا سبب بنیں، آپ اندازہ کریں کہ سر سے پیر تک

urdu.indd 6 2/16/11 12:33 PM

برقع میں ملفوف خواتین کو ایک انگریز عورت نے کس نظر سے دیکھا ہوگا۔ اسکے برعکس یورپ میں پیشہ ور خواتین اپنی خوبصورتی اور ظاہری وضع قطع کی زیادہ سے زیادہ نمائش میں خوشی محسوس کرتی ہیں اور وہاں ایسا کرنا روزمرہ کے معمولات میں شامل ہے، بالکل معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

جب کبھی مجھے کسی پروگرام کو نشر کرنے کے لیے ٹیلیویژن سٹیشن پر مدعو کیا جاتا تھا تو میں یہ دیکھ کر حیران ہو جاتی تھی کہ خواتین میزبان پندرہ منٹ کے دورانیہ کے سنجیدہ نوعیت کے پروگرام پیش کرنے سے پہلے گھنٹہ بھر تک بالوں کی تزئین وآرائش اور میک اپ پر صرف کیا کرتی تھیں۔ کیا اسی کا نام آزادی ہے؟ میں سوچتی ہوں کہ اس آزاد مغربی معاشرے میں لڑکیوں اور خواتین کو کتنا حقیقی احترام دیا جاتا ہے۔

۲۰۰۷ء میں مجھے لبنان جانے کا اتفاق ہوا، میں نے وہاں چار دن یونیورسٹی کی طالبات کے ساتھ گزارے جو سب کی سب حجاب پہنی ہوئی تھیں اور جن کے سر کے بال تک نظر نہیں آتے تھے۔ وہ خوبصورت، خودمختار اور صاف گو تھیں۔ اور قطعاً ایسی ڈرپوک اور بزدل نہیں لگ رہی تھیں کہ کوئی زبردستی انکی مرضی کے برخلاف انہیں پکڑ کر انکی شادی کر دیتا جیسا کہ میرے ذہن میں تصور تھا جو میں نے مغرب کے اخباروں میں پڑھ کر قائم کیا تھا۔

جتنا زیادہ وقت میں مشرقِ وسطیٰ میں گزار رہی تھی اتنی ہی زیادہ تبدیلی میں اپنے اندر محسوس کر رہی تھی، میں انہیں خود کو مسجد میں لے جانے کے لیے کہتی، اپنے آپ کو میں یہ کہہ کر مطمئن کر لیتی کہ میں سیاحت کر رہی ہوں مگر درحقیقت مساجد مجھے بے حد دلکش لگتی تھیں، مجسموں سے پاک اور خوبصورت غالیچوں سے آراستہ۔

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں نے اب تک کتنا قرآن پڑھا ہے اور میں یہ کہتی ہوں کہ میں نے اب تک صرف سو صفحات کا ترجمہ مطالعہ کیا ہے مگر اس سے پہلے کہ میری اس بات کو کوئی طنزیہ نظروں سے دیکھے میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ اس عظیم کتاب کی ایک وقت میں دس لائنیں پڑھنا چاہیے، مکمل تدبر کے ساتھ۔ اسطرح کہ جو کچھ آپ پڑھ رہے ہوں اس کو اچھی طرح سمجھ بھی رہے ہوں اور اگر ممکن ہو تو ان دس لائنوں کو زبانی یاد بھی کر لینا چاہیے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قرآن کو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہدایت سمجھ کر پڑھنا چاہیے نہ کہ کوئی رسالہ سمجھ کر۔ میں ان شاءاللہ عربی زبان بھی سیکھنے کی کوشش کروں گی مگر اس میں خاصہ وقت لگے گا۔

اسلام کی تعلیمات سے واقف ہونے کے لیے بہت زیادہ مطالعے کی ضرورت پڑتی ہے، شمالی لندن کی چند مساجد سے میرا رابطہ ہے اور پُرامید ہوں کہ میں کم از کم ہفتہ میں ایک بار وہاں جایا کروں۔

لباس کے بارے میں بات کرتے ہوئے لورین صاحبہ کہتی ہیں کہ اعتدال پسندانہ لباس کا انتخاب اتنا مشکل معاملہ نہیں ہے جتنا سمجھا جاتا ہے۔ حجاب پہننے کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ باہر پہلے سے بھی زیادہ کم وقت میں جا سکتے ہیں کیونکہ حجاب کی وجہ سے آپ کو بہت سارا وقت بالوں کی آرائش میں ضائع نہیں کرنا پڑے گا۔ چند ہفتے قبل جب میں نے پہلی بار اپنے سر پر حجاب باندھا تو مجھے بہت شرم سی محسوس ہوئی تھی۔ چونکہ ان دنوں سردی کا موسم تھا تو میرا حجاب پہننا کسی نے محسوس نہ کیا البتہ گرمی کے موسم میں حجاب پہن کر نکلنا ایک چیلنج ہے، مگر بریطانیہ ایک روادار ملک ہے اور ابتک مجھے کسی نے حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھا، حجاب کے ساتھ نقاب میں اپنے لیے ضروری نہیں سمجھتی مگر برقع مجھے زیادہ موزوں محسوس ہوتا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میڈیا میں ردّعمل کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ظاہر ہے میرے اس عمل سے انہیں موقع ہاتھ آ گیا اور بہتان اور دشنام طرازی کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر حقیقتاً ان کا ہدف میری ذات نہیں تھی بلکہ اسلام کا غلط تصور جو انہوں نے اپنے ذہنوں میں قائم کر لیا ہے دراصل وہی سوچ اس سارے قصے کے پیچھے کارفرما تھی، مگر میں نے زیادہ تر منفی تبصرے نظرانداز کر دئے کیونکہ کچھ لوگ روحانیت کے معنوں سے ناآشنا ہوتے ہیں اور اس موضوع پر انکے ساتھ کسی قسم کا بحث ومباحثہ انہیں مزید خوفزدہ کر دیتا ہے۔

میرے اسلام قبول کرنے کے اعلان کے بعد ایک مشورہ مجھے اچھا لگا اور میں نے اس پر عمل بھی کیا کہ میں ایسے مواد کا مطالعہ نہ کروں جو ناگوار خاطر گزریں، نہ ہی بلاگس (Blogs) میں موجود منفی تبصروں پر کان دھروں۔ اسطرح میں نے بہت سی تصوراتی اور ناخوشگوار باتوں کی طرف مطلق دھیان نہ دیا بلکہ اپنی تمام تر توجہ اس بات پر مبذول کر لی ہے کہ مسلم امہ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ پیار اور تعلق کو مضبوط ومربوط کیا جائے۔

اپنے پیشے کے حوالے سے تشویش ظاہر کرتے ہوئے انکا سوال یہ تھا کہ کیا حجاب پہن کر وہ اپنی موجودہ پوزیشن برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکیں گی... مجھے علم ہے کہ بہت ساری مسلم خواتین نے ٹیلیویژن اور صحافت کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں اور مستقل مزاجی کے ساتھ شائستہ مغربی لباس پہنتی ہیں، میں ابھی اسلام میں نئی نئی داخل ہوئی ہوں اور اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقفیت حاصل کر رہی ہوں، اسلام سے میرے تعلقات کی نوعیت الگ قسم کی ہے۔ میرا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے کہ اسلام کے بعض اصول تو میں اپنا لوں اور بعض کو نظرانداز کر دوں بلکہ میں اسلام کو مکمل طور پر اپنے اندر سمو لینا چاہتی ہوں۔ مستقبل کے حوالے سے بھی غیر یقینی حالات کا شکار ہوں، میں روزانہ ہی کچھ نہ کچھ اپنے اندر تبدیلی اور ایک نیا پن محسوس کرتی ہوں اور سوچتی ہوں کہ یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا۔

اپنے معاشرتی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے انکا کہنا ہے کہ میں اس حوالے سے اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میرا اسلام قبول کرنا میرے اہم ترین رشتوں پر کسی طور بھی اثر انداز نہیں ہوا ہے۔ میرے اس فیصلے سے میرے غیر مسلم دوستوں کا ردّعمل تجسسانہ تھا نہ کہ مخالفانہ اور معاندانہ۔ وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم بدل جاؤ گی؟ کیا ہماری دوستی برقرار رہ سکے گی اور کیا ہم اب بھی شراب نوشی کے لیے جا سکیں گے؟ انکے پہلے دو سوالوں کا جواب تو میرے پاس اثبات میں ہے مگر تیسرے سوال کا جواب قطعاً انکار میں۔ جہاں تک میری والدہ کا تعلق ہے تو وہ میری خوشی میں خوش ہیں۔

میرے لیے یہ مناسب وقت نہیں ہے کہ میں کسی مرد سے تعلقات کے بارے میں سوچوں، میری ازدواجی زندگی انحطاط کا شکار ہے اور یہ طلاق پر منتج ہونے جا رہی ہے، کسی مناسب وقت پر اگر میں نے دوبارہ شادی کے بارے میں سوچا تو وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگی اور میرا ہونے والا شوہر یقیناً ایک مسلمان ہوگا۔

یہ تھی برطانیا کی اس خاتون کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے بات چیت۔

آیئے ہم سب ملکر اللہ کے حضور دعا کریں کہ وہ اس نومسلم بہن کو اسلام پر ثابت قدم رکھے اور حالات کی سختیاں اور بادسموم کے مخالف جھونکے ان کے پایۂ استقلال میں جنبش پیدا نہ کر سکیں بلکہ انکے عزم اور حوصلے روز افزوں جواں اور ہمت بلند سے بلند ہوتی جائے اور یہ دین کی داعی اور بردست مجاہدہ بنے اور خصوصاً بریطانیا میں اسلام اور مسلمانوں کو ان کی وجہ سے تقویت ملے۔ آمین ثم آمین۔

urdu.indd 7 2/16/11 12:33 PM

چوہدری محمد اعظم۔ مدیر تجاری (کویت)

سیرت رسول ﷺ

سیرت ایک خاص لفظ ہے جو صرف نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کے علمی صحیفۂ زندگی کا نام ہے۔ جس میں سرور کائنات ﷺ کی حیات طیبہ کی ایک ایک جھلک' ہر کیفیت اور حالت کو بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ اس لیے سیرت مبارکہ آپ ﷺ کے اقوال طیبہ' اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کو کہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ علمائے دین اپنی عقیدت مندی میں سیرت کے پھیلاؤ کو بڑھاتے گئے اور آپ ﷺ کی زندگی کے دیگر پہلوؤں پر بھی سیرت کو محیط کر لیا جس کے تحت یہ تمام تر معلومات فراہم ہوئی ہیں۔

آپ ﷺ کا خاندان اور حسب ونسب کون سا تھا ؟ آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے کی زندگی کیسی تھی؟ آپ ﷺ کو نبوت کس طرح ملی؟ آپ ﷺ پر وحی کیسے نازل ہوئی تھی؟ آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کیسے دی؟ مخالفتوں اور مزاحمتوں کا مقابلہ کس طرح کیا ؟ آپ ﷺ نے ساتھیوں کی تربیت کیسے فرمائی؟ اپنے گھر میں آپ ﷺ کس طرح رہتے تھے؟ اپنی بیویوں اور بچوں سے آپ ﷺ کا برتاؤ کیسا تھا؟ اپنے دوستوں اور دشمنوں سے آپ ﷺ کا معاملہ کیسا تھا؟ کس اخلاق حمیدہ کی تعلیم آپ ﷺ دیتے تھے اور آپ ﷺ کا اپنا اخلاق کیا تھا؟ آپ ﷺ کس درجے کے پیغمبر تھے؟ آپ ﷺ کس چیز کا حکم دیتے تھے؟ کس کام سے آپ ﷺ نے منع کیا؟ کس کام کو آپ ﷺ نے ہوتے دیکھا اور منع فرمایا اور کس چیز کو آپ ﷺ نے ہوتے دیکھا اور منع نہ کیا۔ غرض کہ ذرا ذرا سی بات اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی تفصیلات حدیث اور سنت کی شکل میں سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

آپ ﷺ غزوات لڑتے ہوئے فوجی جنرل بھی تھے۔ آپ ﷺ کی قیادت میں جتنی بھی لڑائیاں لڑی گئیں' ان سب کا مفصل حال ہمیں ملتا ہے۔ آپ ﷺ ایک حاکم بھی تھے۔ آپ ﷺ ایک قاضی اور منصف بھی تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے پیش ہونے والے مقدمات کی پوری پوری روداد یں ہمیں ملتی ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس مقدمہ میں آپ ﷺ نے کیا فیصلہ فرمایا۔ غرض کہ زندگی کا کوئی شعبہ یا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کے متعلق آپ ﷺ نے تفصیلی ہدایات نہ دی ہوں۔ اس طرح حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو معروف ہے۔ تمام انبیاء اور پیشواؤں میں سے صرف آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جنکی طرف نوع انسانی ہدایت و رہنمائی کے لیے رجوع کر سکتی ہے۔ اس کا واحد سبب یہ ہے کہ جو مقدس کتاب آپ ﷺ پر اتاری گئی' اسکی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالی نے خود اپنے ذمے لی ہے۔ اور چونکہ آپ ﷺ کی زندگی اس کتاب الٰہی کی شرح ہے۔ لہذا شرح کی حفاظت بھی کتاب کے ساتھ لازمی ہے۔ اس طرح رسول اکرم ﷺ کی عملی زندگی اور حالات حیات طیبہ' بفضلہ تعالی صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھے۔ جس کے تحت آپ ﷺ کی سیرت ایک جامع شخصیت کی علمبردار ہے اور جس میں آپ کے شمائل' خصائل اور فضائل سب صفات محصور ہیں۔ کلام پاک میں آنحضور ﷺ کا تفصیلی تعارف آیات قرآنی کی شکل میں کیا گیا ہے۔

◉ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ ◉ آپ ﷺ آخری رہنما ہیں ◉ آپ ﷺ پوری انسانیت کیلئے واجب الاتباع قائد ہیں۔ ◉ آپ ﷺ نے لوگوں کو راہ ہدایت دکھائی ◉ آپ ﷺ نے ان کو ایک ابدی نظام حیات عطا فرمایا۔

قرآن پاک نے سیرت النبی ﷺ کے نفاذ کیلئے جو ضابطہ عمل تجویز فرمایا ہے' وہ ہے:

''وہ ذات ہے جس نے امیوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیات تلاوت کرتا ہے۔ انہیں پاک وصاف کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے''۔ (سورہ جمعہ:۲)

اس سلسلے میں چار باتیں بیان ہوئیں۔ تلاوت آیات یعنی قانون ربانی کا ابلاغ واعلان۔ دوسرے: تعلیم کتاب یعنی الفاظ کے معانی و مطالب اور اس کے اسرار و رموز سکھلائے۔ تیسرے: تعلیم حکمت یعنی رسول ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا عملی نمونہ بتائے۔ چوتھے: تزکیۂ نفس' ذہن سازی اور تعمیر سیرت فرمائے۔ یعنی لوگوں کی روحانی تربیت فرما کر انکے عقائد واعمال اور اخلاق کا تزکیہ فرمایا۔ یہ تعلیم کے چار پہلو ہیں ۔ تمام عالم کو اس وجود مقدس کی سوانح عمری کی ضرورت تھی اور تا قیامت رہے گی۔ جس کا مبارک نام ''محمد'' ہے۔ اللھم صل علیہ وسلم صلوۃ کثیرا کثیرا .

یہ ضرورت صرف مذہبی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک عملی ضرورت ہے' ایک اخلاقی ضرورت ہے' ایک تمدنی ضرورت ہے' ایک ادبی ضرورت ہے' ایک عملی ضرورت ہے، غرضیکہ سیرت النبی ﷺ کا مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی مقاصد کے لیے ہے۔ عالم کائنات کا سب سے مقدم فرض اور اہم خدمت یہ ہے کہ نفوس انسانی کے اخلاق وعادات کی تعلیم وتربیت کی جائے' اور صالح معاشرہ کی تشکیل کی جائے' اس غرض کے لیے نبی ﷺ کا عملی نمونہ سیرت کی شکل میں ایک واحد ذریعہ ہے۔ چونکہ حیات طیبہ کتاب اللہ کی شرح اور عملی تفسیر ہے۔ اس لیے قرآن کے مطابق ''سیرت النبی'' کے تحت درج ذیل موضوعات آتے ہیں ۔ آپ ﷺ کا تعارف اور ابتدائی زندگی، آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ کے فرائض، آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل، آپ ﷺ کی دعوت تبلیغ، آپ ﷺ کی کشمکش حق وباطل، آپ ﷺ کی مخالفت واعتراضات، آپ ﷺ کی اذیت رسانی، آپ ﷺ کا واقعۂ معراج، آپ ﷺ کی ہجرت ، آپ ﷺ کے غزوات ، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات واولاد، آپ ﷺ کا وصال، آپ ﷺ کا مقام و شخصیت، آپ ﷺ کی آئینی وقانونی حیثیت، آپ ﷺ کے اخلاق وعادات اور آپ ﷺ کی عالمگیریت۔

سیرت مبارکہ احکامات الٰہی کی تشریعی حیثیت رکھتی ہے یعنی سیرت پاک قرآن کی شرح ہے۔ اور اللہ تعالی نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔ ''تحقیق کے ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

جب اللہ تعالی نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو سیرت پاک رسول ﷺ تشریع کی حیثیت سے خود بخود محفوظ ہے۔ اس طرح سیرت پاک کی ابدیت میں کوئی شائبہ نہیں۔

سیرت طیبہ کی ابدیت کا دوسرا نمایاں ثبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت پوری جامعیت اور کاملیت کے ساتھ آغاز سے لیکر آج تک موجود ومحفوظ ہے۔

urdu.indd 8 2/16/11 12:33 PM

کرم اللہ عبدالرؤف تیمی (کویت)
msd_abu@yahoo.com

قصے کہانیاں اور ہماری ذمے داریاں

سنتِ نبوی میں قصوں کا مقام

نبی اکرم ﷺ نے راہِ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کے لیے جہاں ایک طرف دن رات کی مشقتیں برداشت کی ہیں وہیں دوسری طرف ہمیں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ موقع ومحل کی رعایت کرتے ہوئے اپنے بلیغانہ کلام سے بھی نوازا ہے، کہیں تو مختصر اور جامع و مانع بات کہی ہے تو کہیں مخاطب کے اعتبار سے تشریح وتوضیح کا طریقہ اختیار کیا ہے تاکہ سائل کو اپنا جواب حاصل ہوجائے اور دوبارہ وسہ بارہ سوال کرنے کی حاجت نہ رہ جائے اور کہیں گزشتہ امتوں کے قصوں کو مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔

آپ ﷺ کا ان مستند واقعات کے بیان کا مقصد صرف قصہ گوئی نہیں تھا بلکہ ان سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دینا اور ان کی روشنی میں اپنی اصلاح خود آپ کرنا تھا۔

قصوں کے فوائد

مسائل کی تفہیم میں آسانی:

قصوں کے ذریعہ مشکل سے مشکل چیز کا فہم آسان ہوجاتا ہے آپ نے سورہ بقرہ میں اس شخص کا قصہ پڑھا ہوگا جس کا گزر گری پڑی بستی سے ہوا، اسے چھت کے بل اوندھی پڑی دیکھ کر گویا ہوا کہ اللہ تعالی دوبارہ اس کو کس طرح زندہ کرے گا؟ چنانچہ اللہ تعالی نے اس کو سو سال تک موت کی نیند سلا دیا اور دوبارہ زندہ کرکے پوچھا کہ تجھ پر کتنی مدت گزری ہے؟ کہنے لگا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا: بلکہ تو سو سال تک سویا رہا، ذرا اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بالکل خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ ہم اس کی ہڈیوں کو کس طرح اٹھاتے ہیں پھر ان پر کیسے گوشت چڑھاتے ہیں۔ جب یہ سب ظاہر ہوچکا تو کہنے لگا: میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے"۔ (دیکھئے سورہ بقرہ:259)

راہِ حق کی طرف رہنمائی

زمانۂ قدیم سے لوگ بزرگوں کی شان میں غلو کرتے آرہے ہیں چنانچہ قومِ نوح کے پانچ بزرگان دین 'ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی شان میں غلو ہی کا نتیجہ تھا کہ ان کے بعد آنے والی نسلوں نے ان کو معبود کے مقام پر لا کھڑا کردیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو نصاری نے اللہ کا بیٹا مان لیا۔ اسی اندیشہ کی وجہ سے محمد عربی ﷺ نے ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا تھا:

"میری شان میں غلو مت کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسی علیہ السلام کی شان میں غلو کیا، میں تو ایک بندہ ہوں اس لیے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہنا"۔ (بخاری ومسلم)

چناں چہ اللہ تعالی نے اپنے کلام مقدس میں اور اس کے رسول ﷺ نے احادیثِ صحیحہ میں ہماری اس ضرورت کو پورا کیا اور صداقت وحقانیت پر مبنی قصے بیان فرمائے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (سورہ یوسف: 3)

"ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اور یقیناً آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے"۔

اپنی اصلاح آپ:

جب کوئی شخص کتاب وسنت میں مذکور قصوں کو پڑھتا ہے، ان کے پس منظر اور پیش منظر پر غور وفکر کرتا ہے اور دل کی گہرائی میں ڈوب کر یہ سوال کرتا ہے کہ بنو اسرائیل کے تین شخصوں کو بند غار سے نجات کیسے ملی؟ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا انجام کیا ہوا؟ فرعون وہامان اور نمرود کو اللہ کی نعمتیں پاکر ناشکری کا صلہ کیا ملا؟ زندہ بلی کو ستانے کا نتیجہ کیا ہوا؟ اور ابولہب وابوجہل کو اسلام دشمنی پر کیسی سخت سزا ملی؟ اور سچے توحید پرستوں تک اللہ کی مدد کیسے پہنچی؟ یہ ایسے تاریخ اسلام کے زندہ وجاوید آثار ونقوش ہیں جن پر سچے دل سے سوچنے سے ہمارے قلب وجگر خود بخود زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی طرف مائل ہونگے، غیبت وچغل خوری، بوڑھے والدین کی نافرمانی، پیشاب کے چھینٹوں سے لاپرواہی اور دوسروں کی آبروریزی جیسے اعمال بد سے نجات ملے گی اور ان شاء اللہ ہمارا ہر عمل خلوص وللّٰہیت کے ساتھ انجام پذیر ہوگا اور دل سے یہ آواز نکلے گی ع

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

اللہ کی عظیم قدرت کا اعتراف

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے اندر وارد قصوں کے پڑھنے سے جہاں ایک طرف ان کی حقانیت سے آگاہی ہوتی ہے وہیں دوسری طرف ہمیں اللہ تعالی کی عظیم قدرت کا اعتراف بھی کرنا پڑتا ہے جس نے سالہا سال تک اپنے بندوں کو دشمنانِ توحید کے جبر واستبداد سے محفوظ رکھا، سو سال تک اشیائے خورد ونوش کو حوادثِ دہر سے بچایا، آدمی اور اس کے گدھے کو از سرِ نو زندہ کیا، ٹکڑے ٹکڑے پرندے کو پھر سے حیات بخشی اور مردہ مچھلی کو زندہ کیا جو سمندر میں سرنگ کی طرح راستہ بناتے ہوئے اندر چلی گئی تھی۔

بے سروپا قصوں کی حقیقت

ہمارے یہاں کچھ ایسے قصے اور حکایتیں مشہور ہیں جن کا صداقت وحقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ان کی صدائے بازگشت دور دور تک سنائی دیتی ہے اور عام مجالس سے لیکر منبر ومحراب تک ان کا چرچا ہوتا ہے جبکہ وہ سب بے بنیاد اور غیر قابل قبول ہیں جیسا کہ محدثین کرام کے اقوال سے پتہ چلتا ہے، ان کی سندوں میں کذاب اور مجروح رواۃ موجود ہیں جنہوں نے ایسے ایسے واقعات گڑھ کر رسول اللہ ﷺ، ان کے جانثار صحابۂ کرام اور ائمہ عظام کی طرف منسوب کرڈالا ہے جن سے اگر ایک طرف کذب وافتراء کو فروغ ملا ہے تو دوسری طرف دین کے مختلف واضح مسائل باعثِ فتنہ بن چکے ہیں چنانچہ کہیں تبرک کا مسئلہ موضوعِ بحث بنا ہے تو کہیں بزرگانِ دین کے آثار ونقوش سے فیوض وبرکات کا، کہیں مزارات ومشاہد کا فتنہ بپا ہے تو کہیں قبر کے آستانوں سے تقرب کا، کہیں صحابہ کرام کی متفقہ شخصیت کے خلاف آوازیں اٹھائی جارہی ہیں تو کہیں ایک امام کو دوسرے امام سے نیچے دکھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہماری اور آپ کی ذمے داریاں

قصے اور کہانیاں بیان کرتے وقت ہم سب کے ارادے نیک ہوتے ہیں لیکن محض ارادہ کا نیک ہونا کافی نہیں ہے قصوں کی صحت اہم چیز ہے، بے سروپا قصوں کی وجہ سے وقتی طور پر ہماری تقریر وتحریر سحر آفریں ہوسکتی ہے لیکن چند دنوں میں ہماری سطحیت واضح ہوجائے گی، پھر ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر شریعت اسلامیہ میں زیادتی کرکے گستاخ رسول بھی بن بیٹھتے ہیں جس کے بارے میں صریح وعید موجود ہے "جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔ (بخاری ومسلم)

اس لیے ہمیں چاہیے کہ تقریر وتحریر میں حسبِ استطاعت محقق کتابوں سے استفادہ کریں، آیات واحادیث سے متعلقہ واقعات کے بیان سے قبل ان کی تحقیق کرلیں، ضعیف اور موضوع احادیث پر مبنی قصے کہانیوں کا اپنے معاشرے سے بائیکاٹ کریں اور ان کی جگہ صاف و شفاف کتاب وسنت کا گلدستہ پیش کریں۔

urdu.indd 9 2/16/11 12:34 PM

اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

دی اسٹیٹ آف کویت

25 فروری 2011ء کو کویت اپنی آزادی کی پچاسویں سال گرہ منارہا ھے ۔ اس موقعہ پر کویت کی تاریخ ، سیاست اور سماجی حالت پر مشتمل یہ مضمون 'مصباح 'کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارھا ھے ۔ اس میں کوشش کی گئی ھے کہ کویت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ صحیح معلومات فراھم کردئے جائیں ۔ اس مضمون کی تیاری میں کویت سے متعلق عربی اور انگریزی کے سرکاری و غیر سرکاری ویب سائٹوں کی مدد لی گئی ھے ۔ محدود صفحات اور وقت کی تنگی کی وجہ سے کئی ایک اھم عناوین کو نظر انداز کیا گیاھے ۔ (مضمون نگار)

کیا آپ نے عالمی جغرافیہ پر کبھی نظر کیا ہے؟ برّ اعظم ایشیا کے جنوب مغرب کی جانب خلیج عرب میں 17,820 مربع کلومیٹر رقبہ پر پھیلا ہوا ایک ننھا سا آزاد عرب ملک آپ کو نظر آئے گا۔ اس کے شمال میں عراق کے حدود ملتے ہیں تو جنوب سعودی عرب سے ملا ہوا ہے اور اس کے شمال مغرب میں خلیج فارس کے سواحل ہیں ۔ 'کویت' اس جزیرۃ نما ملک کا تاریخی نام ہے ۔ جو عربی لفظ 'کوت' سے آیا ہے۔ اور 'کوت' عربی زبان میں اس عمارت کو کہتے ہیں جہاں اسلحہ جمع کیا جاتا ہے ۔ 'کوت' اس قلعہ کو بھی کہتے ہیں جو پانی کے کنارے تعمیر پاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ تاریخ میں 'کویت' کا نام پہلی بار سکندر اعظم کے زمانے میں استعمال میں آیا۔ اس نے جزیرۃ فیلکا کو بسایا اور اس کا نام ایکاروس رکھ دیا۔ سترہویں صدی اور اس سے پہلے یہ خطہ 'قرین' کے نام سے جانا جاتا تھا جس کے معنی ٹیلا، تودہ اور اونچی زمین کے آتے ہیں۔

جدید 'کویت' کی تاریخ سترہویں صدی کے اواخر اور اٹھارہویں صدی کے آغاز سے شروع ہوتی ہے۔ بنو خالد کا قبیلہ سرزمین نجد سے تعلق رکھتا تھا۔ انہوں نے اس شہر کی داغ بیل ڈالی اور شہر کے اطراف قلعہ کی تعمیر کروائی ۔ قلعہ کی دیواریں پہلی بار 1760ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔ آل صباح کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔ نجد سے نکل کر اس خاندان نے یہاں پر سکونت اختیار کی ۔ اس عہد میں یہ شہر پھولا پھلا اور دنیا والوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ آل صباح کے خاندان نے اس کی تعمیر و ترقی میں بڑی قربانیاں دی تھیں ۔ لوگوں نے ان کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوے 1752ء میں صباح بن جابرؒ کے ہاتھوں پر بیعت کی اور ان کو اپنا حاکم تسلیم کیا۔

ایک تجارتی شہر پر ہر کسی کی نظر ہوتی ہے۔ قدیم زمانے ہی سے کویت ایک اہم تجارتی مرکز مانا جاتا تھا اور اس کی بندرگاہیں بین الاقوامی تجارت اور لین دین کے سلسلے میں اہم رول ادا کرتی تھیں۔ اس لیے اس پر دشمنوں کے حملے کا اندیشہ ہمیشہ رہا ہے ۔ جدید کویت کی تعمیر کے بعد اس پر ترک عثمانیوں کی نظر تھی۔ انیسویں صدی میں عثمانیوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔ 23 جنوری 1899 میں شیخ مبارک نے برطانیہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جس کا مقصد عثمانیوں کے چنگل سے کویت کو نکالنا تھا ۔ اس معاہدہ کی وجہ سے برطانیہ، کویت کے خارجی پالیسی پر مکمل طور پر حاوی ہوگیا۔ اس کے بعد 1913 میں اینگلو عثمان سمجھوتے پر دستخط کے بعد حکومتِ برطانیہ اور عثمانی حکومت نے امیرِ کویت 'شیخ مبارک الصباح' کو خود مختار کویت سٹی کے حکمراں کے طور پر نامزد کیا۔ مگر پہلی جنگ عظیم کے شروع ہونے کے فوراً بعد اس معاہدہ کو توڑتے ہوے برطانیہ نے اعلان کیا کہ 'کویت' سلطنت برطانیہ کے ماتحت ایک آزاد بادشاہی نظام والا ملک ہے''۔

'شیخ مبارک الصباح' کے دور میں کویت میں تعلیمی بیداری پیدا ہوی۔ 1911ء میں 'مدرسہ مبارکیہ' کے نام سے کویت کا سب سے پہلا تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ یہ نسبت شیخ مبارک ہی کی طرف تھی ۔ انہیں کی ایماء پر 1914ء میں 'مستشفیٰ امریکی' کے نام سے 'کویت سٹی' میں ایک ہسپتال کی بنیاد رکھی گئی ۔ یہ کویت کی پہلی عمارت تھی جس میں سمینٹ اور لوہے کا استعمال ہوا ۔ 1915ء میں جب شیخ مبارک رحلت فرما گئے تو ان کے بڑے بیٹے شیخ 'جابر المبارک الصباح' ان کے جانشین بن گئے ۔ ان کی مدّت حکومت صرف دو سال تھی ۔ ان کے بعد ان کے برادر شیخ 'سالم المبارک الصباح' نے تاج و تخت سنبھالا ۔ کویت کی تاریخ میں سب سے بڑا معرکہ 'معرکۃ الجھراء' انہیں کے زمانے میں پیش آیا ۔ نجدی حکومت کے ساتھ حدود کا مسئلہ اس کا اہم سبب تھا۔



urdu.indd 10 2/16/11 12:34 PM

1921ء میں شیخ احمد جابر الصباح حکومت کی کرسی پر براجمان ہوئے ۔ آپ بڑے دلیر، حاضر دماغ اور دوراندیش لیڈر تھے۔مشکل گھڑیوں میں بڑی آسانی سے اپنی قوم کو بچ نکلنے کا راستہ دکھا دینا ان کی خاصیت تھی۔ 1937ء کو شیخ احمد جابر الصباح کے عہد ہی میں کویت میں پہلی بار 'پٹرول' دریافت ہوا اور 30/جون 1946ء کو پہلی بار زیرِ زمین سے 'پٹرول' برآمد کیا گیا۔ 1948ء کو شیخ احمد جابر الصباح ہی کے دورِ حکومت میں 'احمدی' شہر کی بنیاد ڈالی گئی جو انہیں کے نام کی طرف نسبت رکھتا ہے۔1950ء میں شیخ احمد جابر الصباح وفات پا گئے اور عبد اللہ السالم الصباح کویت کے امیر قرار دیے گیے ۔ یہ وہ پہلے امیر تھے جنہوں نے کویت میں سیاسی زندگی کو نظم سے جوڑا اور یہاں پر سیاست کو ایک نیا رُخ دیا۔انہوں نے اس کے لیے ایک دستور بھی وضع کیا جس کی وجہ سے انہیں 'ابوالدستور' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے عہد میں وسیع پیمانے پر تعمیراتی کام کا آغاز ہوا جس کی بنا پر قلعہ کی دیواریں منہدم کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا اور 1957ء کو قلعہ کے پانچ مرکزی دروازوں کو باقی رکھتے ہوے ساری دیواریں گرادی گئیں۔

صبحِ آزادی:

شیخ احمد جابر الصباح کے بعد شیخ عبداللہ السالم الصباح کویت کے امیر بن گئے ۔ یہ کویت کے گیارہویں امیر تھے۔انہیں کی کاوشوں اور کوششوں سے کویت نے آزادی کا پرچم لہرایا۔کسی بھی ملک کی آزادی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے داخلی اور خارجی امور کو نمٹانے میں خود کفیل رہے اور ان میں کسی غیر کی دخل اندازی نہ ہو۔اسی کو پیشِ نظر رکھتے ہوے امیر موصوف نے1959ء میں ملک کے داخلی امور اور معاملات سے غلامی کی پرچھائی کو ختم کرنے کے سلسلے میں بہت سے اہم فیصلے صادر فرمائے۔ یہ آزادی کی جانب بڑھتا ہوا پہلا قدم تھا۔اسی سال دسمبر میں ملک کے عدالتی نظام کو مضبوط و مستحکم کرنے کے سلسلے میں بھی ایک مکتوب فرمان جاری کیا گیا جس کی وجہ سے اہلِ کویت اندرونِ ملک حالات سے نمٹنے اور درپیش مسائل کو خود حل کرنے کے قابل بن گیے۔اس وقت تک کویت کا عدالتی نظام بھی دستِ غیر میں تھا۔شیخ عبداللہ السالم الصباح حکومت برطانیہ پر دباؤ بناتے رہے کہ وہ 23/جنوری1899ء کے معاہدہ کو معطل کردے۔ان کی یہ کوشش رنگ لائی اور برطانیہ اس معاہدہ کو معطل کرنے پر مجبور ہوگیا۔آخر کار 19/ جون 1961ء کو "کویت+ برطانیہ "معاہدہ منسوخ کردیا گیا اور کویت میں آزادی کی صبح نمودار ہوی ۔حصولِ آزادی کے بعد 11 نومبر 1962ء میں وضع شدہ نئے دستور کا اجراء ہوا۔شیخ عبداللہ السالم الصباح کو آزاد کویت کے پہلے امیر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔1965ء میں شیخ انتقال فرما گئے۔اور شیخ صباح السالم الصباح نے ان کی جگہ لی۔



یومِ آزادی

1961ء کی آزادی کی یاد میں ہر سال 25 فروری کو کویت اپنا یوم آزادی مناتا ہے ۔جشنِ آزادی پورے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے ۔اور پورے کویت میں ہر سو اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے ۔ اس سال یعنی 2011ء کو یہ اپنی آزادی کی پچاسویں سال گرہ (Golden Jubilee) منا رہا ہے۔

لبریشن ڈے:

2/اگست 1990ء کو اس وقت کے عراقی صدر صدام حسین کے حکم سے عراقی فوج نے کویت پر حملہ کردیا۔ پورے دو دنوں کی فوجی کارروائی کے بعد 4 / اگست 1990ء کو عراقی فوج کویت پر مکمل طور پر قابض ہوگئی۔ظلم وزیادتی اور جبر وتشدد کا یہ دور پورے سات مہینوں تک کویت اور اہل کویت پر چھایا رہا ۔ بالآخر 26/ فروری 1991ء میں کویت دستِ ظالم سے آزاد ہوگیا۔اسی کی یاد میں ہر سال 25/ فروری 'الیوم الوطنی' (National Day) کے دوسرے روز 26 / فروری کو یوم التحریر (Liberation Day) منایا جاتا ہے۔

جغرافیائی حالت:

کویت کا شمار دنیا کے نہایت چھوٹے ممالک میں ہوتا ہے ۔یہ خلیج عرب کے جنوب مغرب میں واقع ہے ۔اس کی سطحِ زمین مغرب سے مشرق کی جانب ڈھلوان میں ہے ۔اور مغرب کی جانب زمین کی اونچائی سطح سمندر سے 300 میٹر سے زیادہ نہیں ہے ۔کویت کے بڑے حصے کو ریتیلی صحرائے عرب نے گھیر رکھا ہے ۔جس کی وجہ سے سطح زمین نرم اور ریتلی ہے ۔ جگہ جگہ کم اونچائی والے ریت کے ٹیلے بھی نظر آتے ہیں ۔اس جزیرہ نما ملک کے آس پاس تقریبا نو جزیرے پائے جاتے ہیں ۔جن کے نام اس طرح ہیں: جزیرہ بوبیان (یہ کویت کا سب سے بڑا اور خلیج عرب کا دوسرا بڑا جزیرہ ہے)، جزیرہ فیلکا (یہ کویت کا واحد جزیرہ ہے جسے بسایا گیا ہے)، جزیرہ وربہ، جزیرہ کبر، جزیرہ عوھہ، جزیرہ ام المرادم، جزیرہ مسکان، جزیرہ قاروہ، جزیرہ ام النمل۔

طرزِ حکومت:

کویت میں حکومت کی نوعیت آئینی شہنشاہیت کی ہے ۔ 1962ء کے آئین کے مطابق کویت میں موروثی حکومت ہوگی، جو شیخ مبارک السالم الصباح کی نسل میں وراثتاً چلے گی ۔اس آئین کی رو سے شیخ کی ذریت کا ایک فرد امیر ہوگا اور حکومتی معاملات میں ان کا تعاون ولیعہد کرے گا ۔جس کو خود امیر نامزد کریں گے اور کویت پارلمنٹ ''مجلس الامۃ'' کے ارکان کثرتِ آراء سے اس کا انتخاب کریں گے ۔ اگر کثرتِ آراء اس کے لیے موافقت نہ کرے تو امیر، شیخ مبارک کی نسل میں سے تین افراد کا نام پیش کریں گے اور ''مجلس الامۃ'' کو ان میں سے کسی ایک کو ولیعہد چن لینا ہوگا۔

امیر

کویت میں 'امیر' ریاست کے سربراہ ہوتے ہیں۔ 1962ء کے آئین کی رو سے 'امیر' کویت کا سپریم اتھارٹی ہیں ۔ امورِ اقتدار میں وزیراعظم ان کا تعاون کرتے ہیں۔وزیراعظم کا تقرر اور انکی برطرفی کا حق رکھنے کے ساتھ پارلیمان کی تنسیخ اور آئین کے بعض حصوں میں

urdu.indd 11 2/16/11 12:34 PM



ترمیم کرنے یا انہیں معطّل کرنے کا بھی انہیں پورا حق حاصل ہوتا ہے۔26/جنوری2006ء سے عزت مآب شیخ صباح الاحمد الجابر الصباح (تاریخ پیدائش:17 جنوری 1929ء) کویت کے امیر ہیں۔یہ آزاد کویت کے پندرہویں امیر ہیں۔اور شیخ نواف الاحمد الجابر الصباح ولی عہد ہیں۔

وزیرِاعظم

کویت کے نظامِ حکومت میں وزیرِاعظم کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔کیونکہ وہ امیر کے بعد سب سے زیادہ بااختیار ہوتے ہیں۔وزیرِاعظم سے ہی دوسرے وزراء کی بقاوابستہ ہے۔ان کی برطرفی سے پورا وزراء کابینہ ہی برطرف ہوجاتا ہے۔وزراء کی نامزدگی وہی کرتے ہیں۔مختلف سطحوں پر وزارات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا،ان کے کاموں میں تعاون کرنااور وزراء کونسل کی صدارت کرنا وزیرِاعظم کی ذمّہ داری ہوتی ہے۔حکومت کے ترجمان وزیرِاعظم ہی ہوتے ہیں۔اس وقت عزت مآب شیخ محمد الناصرالصباح (تاریخ پیدائش:17/جنوری 1940ء) کویت کے وزیرِاعظم ہیں۔7/فروری2006ء کوموجودہ امیر نے انہیں وزیرِاعظم کی حیثیت سے نامزد کیا تھا۔

نظمِ حکومت

قوتِ انتظامیہ (Executive Authority): حکومت کا یہ سب سے زیادہ بااختیار ادارہ ہے جوامیراوروزراء کابینہ پر مشتمل ہوتا ہے۔یہ کابینہ 16 وزیروں کا ہوتا ہے۔کیونکہ آئین کے مطابق وزراء کی تعداد منتخب شدہ کُل ارکان پارلیمان کے 1/3 سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

قوتِ قانون سازی (Legislative Authority): اس ادارہ کی نمائندگی کویت کی پارلیمان ''مجلس الامۃ'' کرتی ہے جو65ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جن میں سے پچاس کوعوامی انتخاب کے ذریعہ چار سال کے لیے رکنیت دی جاتی ہے۔باقی پندرہ وزیر ہوتے ہیں جنہیں وزیرِاعظم منتخب کرتے ہیں۔ان کے علاوہ اس کی نمائندگی حکومتی ادارہ کے ارکان بھی اپنے منصب اورعہدے کے اعتبار سے کرتے ہیں۔تمام ریاستی معاملات میں امیر کا فیصلہ ہی اہم ہوتا ہے۔تاہم 'مجلس الامۃ' کوقانون سازی کا مکمل اختیار حاصل ہے۔

عدلیہ (Judiciary): کویت میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد ادارہ ہے۔عدلیہ کی اتھارٹی سپریم جوڈیشیل کونسل اورتمام گریڈ کی عدالتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

خارجہ پالیسی (Foreign Policy): کویت کی خارجہ پالیسی اعتدال پسندی اورغیر جانبداری پر مبنی ہے۔خلیج تعاون کونسل (Gulf Cooperation Council "GCC") کا یہ ایک اہم رکن ہے۔عرب لیگ اوراقوام متحدہ کی رکنیت بھی اس کوحاصل ہے۔اسرائیل کے ماسوا دنیا کے تمام بڑے اور اہم ملکوں کے ساتھ اس کے سفارتی تعلقات قائم ہیں۔

داخلی پالیسی (Internal policy): کویت کے اندرونِ ملک پالیسی قومی اور انسانی بنیادوں پر قائم ہے۔کویت میں کسی سیاسی پارٹی یا مذہبی فرقہ کا آئینی وجود نہیں ہے۔بعض مقامی اتحادوں کی نمائندگی ہوتی ہے۔جیسے قومی وقبائلی تنظیموں کا اتحاد اور اسلام پسند تنظیموں کا اتحادوغیرہ...

ریاستی تقسیم

ریاستی انتظامی امور کے پیشِ نظر کویت کو چھ صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں ''محافظۃ (Governorate)'' کہا جاتا ہے۔اوران کے نام ہیں:

1 - محافظۃ العاصمۃ　　2 - محافظۃ الاحمدی
3- محافظۃ الفروانیۃ　　4 - محافظۃ الجھراء -
5- محافظۃ حولی　　6- محافظۃ مبارک الکبیر

ہر گورنریٹ کا ایک گورنر (محافظ) ہوتا ہے اور ہر گورنریٹ کی ایک کمیٹی ''مجلس المحافظۃ'' کے نام سے ہوتی ہے جو گورنر کے ساتھ مل کر صوبہ کے انتظامی کاموں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

معیشت :

کویت دنیا کے امیر ترین ملکوں میں سے ایک ہے۔بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ دنیا کا پانچواں امیر ترین ملک ہے۔کویت کی حکومت کوایک مضبوط معیشت حاصل ہے۔زیرِزمین سے برآمد کیا جانے والا تیل ہی اس کی مضبوط معیشت کی بنیاد ہے۔1934ء سے 1937ء زیرِزمین تیل کی ناکام تلاش کے بعد فروری، 1938ء کو پہلی بار کویت کی رتیلی اراضی 'برقان' میں دریافت کیا گیا۔یہ دنیا کا دوسرا بڑا قطعہ ہے جہاں زیرِزمین تیل کا وافر مقدار موجود ہے۔2009 تک کویت کے تیل کی پیداواری صلاحیت یومیہ 2.494 ملین بیرل تھی۔اس کا دعوی ہے کہ عالمی سطح پر اس کے پاس 7.6% یعنی 101.5 بلین بیرل تیل کے ذخائر ہیں۔ اس لحاظ سے یہ دنیا کا پانچواں ملک ہے جس کے پاس تیل کے ذخائر کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے۔

پٹرول کے علاوہ گیس اور بعض دیگر مصنوعات پر بھی کویت کی معیشت انحصار کرتی ہے۔جھینگے (Shrimp) درآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک کویت ہی ہے۔کویت نے کئی ایک بیرونِ ملک کمپنیوں میں بھی بڑے پیمانے کی سرمایہ کاری کی ہے۔جیسے مرسڈیس بنز کمپنی، Q8 آئل کمپنی اور برٹش پٹرولیم میں اس کی حصہ داری ہے۔

تیل کی دریافت سے پہلے کویتی دوسرے خلیجی ملک والوں کی طرح فنِ غواصی میں مہارت رکھتے تھے۔اس کے ذریعہ سمندر کے پیٹ سے موتیاں چن لاتے جو اس وقت ان کی معیشت کی بنیاد تھی۔موتیوں کے بیوپاری 'طواشین' کے نام سے جانے جاتے تھے۔کشتی کی صنعت کے لیے بھی کویت بہت مشہور تھا۔بلکہ کویتی کشتیوں کی اس وقت

urdu.indd 12　2/16/11 12:34 PM

بڑی مانگ رہتی تھی۔اس کے لیے تختے اکثر ہندوستان سے برآمد کیے جاتے تھے۔جو زیادہ تر ناریل یا ساگوان کے درختوں سے بنائے جاتے تھے۔

کویت کرنسی:

کویتی دینار 1960ء سے اسٹیٹ آف کویت کی سرکاری کرنسی ہے۔سنٹرل بینک آف کویت اس کو جاری کرتا ہے۔اس سے پہلے یہاں تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف کرنسیاں وقفے وقفے سے بدلتی رہی ہیں۔ ان میں قابل ذکر رزرو بینک آف انڈیا کا جاری کردہ ہندوستانی روپیہ ہے جو 1960ء سے پہلے یہاں جاری تھی۔کویتی دینار آج کی دنیا میں زرِمبادلہ کی سب سے مہنگی شرح رکھتا ہے۔ایک کویتی دینار تقریباً 3.46 امیرکن ڈالر کے برابر ہوتا ہے اور ایک کویتی دینار ہزار فلس کا ہوتا ہے اور سنٹرل بینک آف کویت نے اس کے نقدی اوراق چھ حصوں (ربع دینار، نصف دینار، ایک دینار، پانچ دینار، دس دینار اور بیس دینار) میں جاری کیا ہے۔

آبادی:

منسٹری برائے منصوبہ بندی کے اعداد و شمار کے مطابق 2008 کے اواخر تک کویت کی کل آبادی 3,441,813 تھی۔ان میں سے 1,087,552 کویتی تھے اور باقی غیر ملکی اور تارکین وطن تھے جن کی تعداد تقریباً 2,354,261 تھی۔غیر ملکی آبادی کو عربی اور غیر عربی میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔عرب کمیونٹی میں سب سے زیادہ مصری ہیں دوسرے اور تیسرے درجے میں بالترتیب سوری اور اردنی آتے ہیں۔غیر عرب عربوں میں ہندوستانیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

زبان:

دستور کی رو سے یہاں کی سرکاری زبان صرف عربی ہے۔ البتہ سرکاری دستاویزات، عام ہدایات اور اس طرح کی چیزوں میں انگریزی زبان کو بھی دوسری زبان کے طور پر استعمال کرنے کا رواج پایا جاتا ہے۔

مذہب:

اسلام، یہاں کا دستوری مذہب ہے جو یہاں کی اکثریت کا دین ہے۔یہاں کی آبادی کا تقریباً 85% اسلام کو ماننے



والے ہیں۔آئین کی رو سے دوسرے مذاہب کو بھی یہاں پر آزادی حاصل ہے۔

تہذیب وثقافت:

کویتیوں کی اپنی خاص تہذیب ہے۔طرزِ زندگی میں اور عادات و اطوار میں عربی اور اسلامی ثقافت کی چھاپ نمایاں ہے۔کلچرل گلوبلائزیشن کے باوجود ان میں آج بھی قدیم شخصی وسماجی روایتیں زندہ ہیں۔دولت کی فراوانی کے باوجود اکثریت کی طبیعت میں وہی پرانی سادگی دیکھنے کو ملتی ہے۔مٹی کے چھوٹے چھوٹے مکان عالیشان فلک بوس عمارتوں کے روپ پا چکے ہیں۔مگر مٹی کی طبیعت آج بھی ان میں زندہ ہے۔چھٹیوں میں شہر سے دور ریگستانی علاقوں میں خیمے لگا کر اپنی پرانی تہذیب سے لگاؤ کی نمائش کرتے ہیں۔'دیوانیہ' کویت کی قدیم روایتی ثقافت کا ایک نمونہ ہے جس کا آج بھی اتنا ہی اہتمام ہوتا ہے جتنا تیل کی دریافت سے پہلے ہوتا تھا۔قدیم زمانے میں کویتیوں کا گھر ایک ہال والا ہوتا تھا مگر صاحب حیثیت کویتی اپنے گھروں کی ایک جانب ایک اور ہال یا ایک الگ کمرہ بھی بناتے تھے اور اسی کا نام 'دیوانیہ' ہوتا تھا۔اسی جگہ مہمانوں کو استقبالیہ دیا جاتا تھا۔نیز دوست واحباب اور پڑوسیوں کے ساتھ مل بیٹھنے، خاندانی اور علاقائی مسائل کو سلجھانے اور گپ شپ کی محفل منعقد کرنے کے لیے بھی 'دیوانیہ' کا استعمال عام تھا۔فارغ اوقات میں قصہ گوئی اور تبادلۂ خیالات کی مجلسیں بھی یہیں پر قائم ہوتی تھیں۔ان میں قالین بچھی ہوتی تھی اور راحت کی غرض سے گاؤ تکیے بھی لگے رہتے۔خوشبودار اور الائچی دار قہوہ اس دیوانیہ کے امتیازات میں شامل تھا۔صاحبِ دیوانیہ خود اس قہوہ کا انتظام کرتا تھا۔پیتل کے کھونٹی دار اور ڈھکن والے خاص قسم کے برتن میں اُسے ڈالا جاتا اور مٹی کے چھوٹے چھوٹے پیالوں میں ڈال کر پیش کیا جاتا تھا۔اب کویتیوں کی سماجی، سیاسی اور اقتصادی زندگی میں کافی تبدیلیاں آچکی ہیں مگر ''دیوانیہ'' آج بھی ان کی ثقافت کا حصہ بنا ہوا ہے۔بلکہ ان کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوچکا ہے۔زمانے کے اعتبار سے ساز و سامان میں بھی فرق آچکا ہے۔مٹی کی پیالیوں کی جگہ کانچ کے چھوٹے کپ آچکے ہیں۔ان میں بہت سارے تو ٹیلیویژن، کمپیوٹر اور ان جیسے دیگر جدید ابلاغی و مواصلاتی آلات وسائل سے آراستہ کردیئے گئے ہیں۔ہر گھر میں یا کم وبیش ہر گلی میں آپ کو 'دیوانیہ' نظر آئے گا۔ان میں سے کچھ سیاسی، سماجی اور اقتصادی اعتبار سے بھی بڑی اہمیت پا چکے ہیں۔

لباس:

کویتیوں کے لباس سے بھی ان کی ثقافتی پہچان ہوتی ہے۔ قدیم قبائلی لباس جسے یہ لوگ 'دشداشہ' اور 'غترہ' کہتے ہیں آج بھی یہاں کے زیادہ تر مردوں کا لباس ہے۔بڑے بوڑھے اور معمر لوگ اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔عورتیں عموماً سیاہ برقعہ پہنتی ہیں جو بدن کے زیادہ تر حصوں کو بند رکھتا ہے۔مغربی تہذیب کے اثر سے اگرچہ نئی نسل میں لباس میں تبدیلی کی عام لہر چلی ہے مگر اس کے باوجود قومی لباس اور اسلامی اقدار کی پاسداری آج بھی ان میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

غذا:

قدیم زمانے سے سمندری غذائیں کویتیوں کے غذائی نظام کی بنیاد رہی ہیں۔اس کے ساتھ بکری اور اونٹ کا گوشت بھی انہیں بہت مرغوب ہے جس سے مختلف قسم کی ڈشیں تیار کی جاتی ہیں۔بعد کے زمانے میں یورپ اور ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلقات سے بعض مسالہ دار غذائیں بھی ان کی ڈشوں میں شامل ہوگئیں۔مجبوس، جریش، ہریس، تشریبہ، قبوط.... وغیرہ یہاں کی مرغوب و معروف ڈشیں ہیں۔

urdu.indd 13 2/16/11 12:34 PM

سید عبدالسلام عمری (کویت)
abdussalamsyed@ymail.com

نبی اکرم ﷺ کا طریقۂ تربیت

تحسین وہمت افزائی

نبی کریم ﷺ بلند اخلاق کی تعمیر، رذائل کی بیخ کنی اور مختلف صلاحیتوں کو پروان دینے کے لیے جہاں اوصاف حمیدہ اختیار کرنے اور رذائل سے بچنے کی تلقین فرماتے وہیں آپ پسندیدہ امور پر صحابہؓ کی ہمت افزائی اور دل جوئی بھی فرماتے، ان کو داد وتحسین سے نوازتے جس کی وجہ سے اچھے کاموں پر انہیں استحکام حاصل ہوتا اور راہ حق میں پیش آنے والی تلخیوں میں چاشنی محسوس ہوتی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو انفاق وایثار کی تلقین کی تو حضرت عثمان غنیؓ نے ۹۰۰ اونٹ ۱۰۰ گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کیے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان دیناروں کو اچھالتے جاتے اور فرماتے جاتے:

''آج کے بعد عثمان غنی کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا''۔

اسی وقت کا ذکر ہے ایک غریب محنت کش انصاری نے بہت عظیم ایثار کا مظاہرہ کیا، اس نے دن بھر پانی کھینچ کھینچ کر چار سیر چھوہارے کمائے اور دو سیر چھوہارے اہل وعیال کے لیے رکھ کر دو سیر آپ کی خدمت میں لا حاضر کیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے جذبہ ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی ہمت افزائی کی اور فرمایا: ''ان چھوہاروں کو قیمتی مالوں کے ڈھیر پر بکھیر دو''۔ (محسن انسانیت)

مکی زندگی کے دورِ ابتلاء وآزمائش میں آپ ﷺ کا گذر عمار بن یاسرؓ اور ان کے گھر والوں کے پاس سے ہوا، وہ ابوجہل کی اذیتوں کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اس المناک حالت میں دیکھا تو ان کی دل جوئی اور ہمت افزائی کرتے ہوئے فرمایا: أبشروا آل یاسر فان موعدکم الجنة (طبرانی، حاکم)

''اے یاسر کے خاندان والو! تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے''۔

ذرا غور فرمایئے! رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے دل جوئی کے یہ کلمات خاندانِ یاسر پر کس قدر اثر انداز ہوئے ہوں گے، یقیناً ان کے زخموں کے لیے مرہم ثابت ہوئے ہوں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے بارے میں خیر کے کلمات سن کر ان سب کا دل باغ باغ ہوگیا ہوگا، یقیناً اس خوشخبری کے بعد کفار کی ایذا رسانیوں میں بھی انہیں ایک خاص قسم کی لذت محسوس ہوئی ہوگی۔

لہٰذا ہمیں تحسین وہمت افزائی کے پہلو کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے کیا معلوم کہ ہماری معمولی سی ہمت افزائی کسی کی کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔ اللہ نے سچ فرمایا کہ دل دکھانے والے صدقات وخیرات سے دل جوئی کا ایک کلمہ کہیں زیادہ بہتر ہے ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا﴾ (بقرۃ 263)

''خیر کی بات کہنا اور معاف کر دینا اس صدقہ سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد ایذا رسانی ہو''۔

ذہن سازی کے دو اہم پہلو

رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے اصحاب کی زندگیاں قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے تقوی شعار زندگی کا سچا نمونہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو کامل طور پر محفوظ کر دیا ہے۔ تاریخ کا صفحہ اس قدر صحت کے ساتھ محفوظ ہے کہ ایک شخص جو سنجیدہ ہو اور واقعی جاننا چاہتا ہو وہ آج بھی پورے یقین کے ساتھ جان سکتا ہے کہ رسول اور اصحاب رسول ﷺ کی زندگیاں کیا تھیں۔

بس مطالعۂ سیرت رسول وصحابہ سے ہمارا مقصود یہ ہونا چاہیے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پیغام، حضور اکرم ﷺ کے ذکر وعبادت، حضور اکرم ﷺ کے اخلاق، حضور اکرم ﷺ کی تنظیم، حضور اکرم ﷺ کے کارنامے، حضور اکرم ﷺ کا طریق کار، اور حضور اکرم ﷺ کی حکمت عملی کو سمجھ کر اپنے آپ کو اس امر کے لیے تیار کریں کہ پہلے ہمارے اندر محمدی انقلاب کا آغاز ہو اور پھر ہم نہ صرف اپنے ملک اور معاشرہ کو بلکہ پوری نوع انسانی کو اسی انقلاب کی برکتوں اور سعادتوں سے بہرہ مند کریں۔

قصص وواقعات

ذہن سازی میں قصوں کا بڑا دخل رہا ہے، انسان کہانی کی زبان میں جو کچھ سنتا ہے اس سے اثر لیتا ہے۔ اکثر وبیشتر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کہانیاں پڑھتے پڑھتے اتنا کھو جاتا ہے کہ بے ساختہ کبھی رونے لگتا ہے تو کبھی ہنسی کے فوارے چھوٹنے لگتے ہیں، ہمارا یہ مشاہدہ اس بات کی دلیل ہے کہ کہانی کیسی بھی ہو اپنا ایک اثر رکھتی ہے۔ پھر اگر قصہ سچا ہو، قصہ گو صادق وامین ہو، اور سامعین حق کے شیدائی ہوں تو قصہ کی اثر انگیزی بہت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ قصص وواقعات کے ذریعہ بہت سی باتیں صحابۂ کرام کے ذہن نشیں کرتے تھے، آپ کی قصہ گوئی محض تفریح طبع کے لیے نہ ہوتی تھی بلکہ اہم پہلوؤں کو ذہن نشیں کرانے کے لیے قصہ کا سہارا لیتے تھے۔

جب کوئی کسی فکر کو دلائل سے ثابت کرتا ہے تو سننے والا نظریاتی طور پر اس کی پیش کردہ فکر کو تسلیم کر لیتا ہے اور عقلی طور پر اس سے مطمئن بھی ہو جاتا ہے۔ مگر جب کوئی فکر ایک واقعہ کی کڑیوں میں خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کی جاتی ہے تو انسان اس کو قابل عمل سمجھتا ہے اور واقعہ کی روح جذبۂ عمل کو بیدار کر کے سننے والے کو عمل پر آمادہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَـٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ﴾ (سورۃ یوسف 3)

''ہم اپنی وحی کے ساتھ جس کے ذریعہ ہم نے تجھے یہ الہام کیا ہے ایک عمدہ اور بالکل سچا قصہ سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے تو بے خبر تھا''۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالی ہے: فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (الاعراف 176) ''سو آپ ان کی ہدایت کے لیے کچھ قصے بتلایا کرو تا کہ یہ کچھ فکر کریں''۔

قصہ چاہے قوم عاد وثمود کا ہو، فرعون وہامان اور نمرود کا ہو، یا تین غار والوں کا ہو یا پھر کوڑھی، گنجا، اندھا کا ہو۔ مقصد صرف ایک ہی ہوتا ہے کہ اخلاق واقدار کی اہمیت کو واضح کیا جائے اور عمل پر لوگوں کو ابھارا جائے چنانچہ ایک استاد، مربی، والد، داعی، امام اور خطیب کے لیے ضروری ہے کہ وہ جہاں عقلی ونقلی دلائل پیش کرنے میں پیش پیش ہوں وہیں لوگوں کے دلوں کو اپیل کرنے والے، عمل پر ابھارنے والے اچھے اور سچے واقعات کو بھی نظر میں رکھیں۔ خاص طور پر بچوں اور کم عمر طالب علموں اور کم پڑھے لکھے بوڑھے اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے

urdu.indd 14 2/16/11 12:34 PM

میں قصہ سے بڑی مدد حاصل کی جاسکتی ہے اور بات کو بخوبی ذہن نشیں کرایا جاسکتا ہے۔ وقت حاجت جدید ٹکنالوجی کا استعمال بھی بڑا اثر انگیز ہوتا ہے۔ یہ پہلو بھی مدنظر رہے تو بہتر ہے۔

تشبیہات وتمثیلات

نبی کریم ﷺ وعظ ونصیحت کرنے اور اپنی بات کو ذہن نشیں کرانے اور مؤثر بنانے کے لیے بسا اوقات ایسی چیزوں سے تشبیہ دیتے اور مثالوں میں ایسی چیز کو پیش کرتے جو لوگوں کے مشاہدے میں رہتی تاکہ آپ کی بات واضح ہوجائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المؤمنُ مِرآۃُ المؤمنِ ''مؤمن مؤمن کا آئینہ ہے''۔ یہاں آپ نے ایک مومن کو دوسرے مومن کے لیے آئینہ سے تشبیہ دی ہے۔ اور آئینہ اسی وقت آدمی کا عیب ظاہر کرتا ہے جب آدمی سامنے ہو۔ اگر آدمی سامنے نہ ہو تو آئینہ میں کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کی کمی صرف اسی کے سامنے بتاتا ہے۔ پیٹھ پیچھے کچھ نہیں کہتا۔ آئینہ دیکھنے والا بھی اپنے چہرے کے داغ دھبے دیکھ کر آئینہ کو برا بھلا نہیں کہتا۔ اس کو توڑ نہیں دیتا بلکہ اپنے داغ دھبوں کی فکر کرتا ہے اور آئینہ کو احتیاط سے اٹھا کر رکھتا ہے تاکہ کچھ دنوں کے وقفہ کے بعد پھر دیکھے اور یہ جانکاری حاصل کرے کہ اب اس کے داغ دھبوں کا کیا حال ہے۔

''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہوتا ہے'' اس تشبیہ سے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک مومن کی خوشی یا غم کو دوسرے مومن کے چہرے پر پڑھا جانا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس مختصر تشبیہ کے ذریعہ مخاطب کے سامنے مسلمانوں کے باہمی حقوق کی نہایت خوش اسلوبی سے وضاحت فرمادی ہے۔

کتب احادیث میں ایسی بہت ساری احادیث پائی جاتی ہیں جن میں آپ نے کسی تشبیہ وتمثیل کے ذریعہ اپنی بات کو کچھ اس طرح واضح کیا کہ سامع کے ذہن میں ہر پہلو سے جاگزیں ہوگئیں۔ یہی شکل قرآن مجید میں جگہ جگہ ملتی ہے مثلاً

''کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے کلمہ طیبہ کی مثال اس پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلند آسمان پر پہنچی ہوئی ہے۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے حکم سے پھل لاتا ہے، اللہ لوگوں کے لیے تمثیلات بتلاتا ہے تاکہ وہ سمجھیں اور نصیحت حاصل کریں''۔

(سورہ ابراہیم 25) (جاری)

نسیم احمد زاہد ریاضی (کویت)

محبت رسول ﷺ

محبت کے معنی میلان نفس اور دلی کشش کے ہیں۔ یہ انتہائی درجے کا پاکیزہ جذبہ ہے جو ہمیشہ پسندیدہ چیزوں اور شخصیتوں کے لیے ہوا کرتا ہے۔ انسانی زندگی میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت میں اس وقت چار چاند لگ جاتا ہے جب اس کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا درجہ رکھتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لایؤمنُ أحدُکم حتی أکونَ أحبَّ الیہِ من والدہ وولدہ والناسِ أجمعین ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ بن جاؤں''۔ (بخاری)

ایک بار حضرت عمر فاروقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں'' تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ بن جائے''۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں''۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: الآنَ یا عُمرُ ''اے عمر! اب تم پورے مومن ہوگئے''۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت تمام اقرباء اور متعلقین حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ اگر ایسا ہے تو ایمان مکمل ہے ورنہ نہیں ہے۔ ایمان کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کی مطلوبہ محبت ضروری ہے۔ اگر کسی آدمی کو اپنے قرابت داروں اور جان ومال کے مقابلہ میں نبی ﷺ کی محبت کم ہے تو وہ منافق ہے اور اگر بالکل نہیں ہے تو کافر ہے۔

جس طرح نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنا عین ایمان ہے اسی طرح یہ محبت ثمر آور بھی ہے۔ جو لوگ نبی ﷺ سے سچی محبت کرتے ہیں وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں آپ ﷺ کے ساتھ رہیں گے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے من أحبنی کان معی فی الجنۃ ''جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا'' (ترمذی)

اس شخص کی خوش نصیبی کا کیا کہنا جس کو آپ ﷺ سے سچی محبت ہو۔ لیکن آپ ﷺ سے سچی محبت ہے کیا؟ یہ محبت کیسے ثابت ہوگی؟ بعض نادان یہ سمجھتے ہیں کہ صرف زبانی اظہار واقرار اور دعوی محبت رسول ﷺ کے ثبوت کے لیے کافی ہے لیکن یہ غلط ہے۔ محبت رسول ﷺ کے ثبوت کے لیے آپ ﷺ کی سنت پہ عمل ضروری ہے، قرآن اور حدیث کے مطابق زندگی گذارنا لازمی ہے۔

ہر کام نبی ﷺ کو آئیڈیل مان کر کرنا واجب ہے۔ جو کام آپ ﷺ نے کیا ہے وہ کیا جائے اور جن چیزوں سے دور رہے ان سے دور رہا جائے۔ آپ ﷺ کے احکام پہ عمل کیا جائے اور نواہی سے بچا جائے۔ یہی آپ ﷺ سے سچی محبت ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من أحب سنتی فقد أحبنی ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی''۔ (ترمذی)

گویا جس کو آپ ﷺ کی سنت سے محبت نہیں ہے اس کو آپ ﷺ سے بھی محبت نہیں ہے اگر چہ وہ زبانی اظہار واقرار اور دعوی کررہا ہو۔

اگر نبی ﷺ کی محبت کے لیے زبانی اظہار واقرار اور دعوی کافی ہوتا تو اللہ رب العالمین منافقین کی نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی گواہی کو جھوٹا نہیں کہتا۔ فرمان الہی ہے:

﴿إِذَا جَاءَکَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّکَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّکَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾

''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں پھر بھی اللہ تعالی گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں''۔ (المنافقون 1)

غور کیجئے جب منافقین گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس کے باوجود اللہ تعالی کیوں کہہ رہا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ اس کا جواب یہی ہے کہ منافقین صرف زبانی اظہار واقرار اور دعوی کررہے ہیں، ان کا عمل آپ ﷺ کی سنت کے مطابق نہیں ہے۔

لہذا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نبی کریم ﷺ کی محبت آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہے نہ کہ زبانی جمع خرچ۔

اللہ تعالی ہمیں زندگی کا ہر لمحہ سنتِ رسول ﷺ کے مطابق گذارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

urdu.indd 15 2/16/11 12:34 PM

شیخ بدرالحسن قاسمی (کویت)

سابق امیر کویت الشیخ جابرالاحمد الجابرالصباح رحمہ اللہ

سابق امیر کویت الشیخ جابر الاحمد الجابر الصباح رحمہ اللہ کی زندگی کے روشن پہلو

ابھی کویت اپنے 20 سالہ یوم آزادی اور نصف صد سالہ قومی دن کا پروقار جشن منانے کی تیاری میں ہے، اس سنہری موقع پر سابق امیر کویت الشیخ جابرالاحمد الجابرالصباح رحمہ اللہ کی خدمات اور ان کی زندگی کے روشن پہلوؤں کو نہ بیان کیا جائے تو بڑی ناانصافی ہوگی جس عظیم قائد نے تاراج کویت کو از سرنو آباد کیا، ایسی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں کہ دلوں کے بادشاہ بن گئے اور اپنے دینی، رفاہی، سماجی اور دعوتی کارناموں کی بنیاد پر آج بھی زندہ ہیں، تو لیجیے اس سلسلے میں شیخ بدرالحسن قاسمی صاحب کی نہایت جامع اور پرمغز تحریر پیش خدمت ہے (ادارہ)



''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ زمین و آسمان میں کبریائی صرف اسی کو حاصل ہے اور طاقت وقوت کا سرچشمہ بھی اسی کی ذات ہے۔ وہ ہر چیز کا خالق اور پروردگار ہے تقوی اور مغفرت کا مالک بھی وہی ہے۔

میرا دل اس پر ایمان رکھتا ہے اور میرا جسم اس کے سامنے سربسجود ہے وہی اول و آخر ہے اور ظاہر و باطن بھی ہے اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اس کا عظیم نور اس کی رحمت کے تقاضے سے انسانیت کی رہنمائی کے لیے کلام و پیغام کی شکل میں نازل ہو چکا ہے۔ (قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین) محمد ﷺ کی حیثیت برہان اور نور کی ہے اور قرآن آپ پر نازل کی جانے والی کتاب مبین اور عظیم روشنی ہے۔ میرا ایمان و یقین ہے کہ اللہ تعالی تک پہنچنے کا سب سے قریب تر راستہ اور اس کی خوشنودی کے حصول کا سب سے بہترین ذریعہ قرآن کریم کی روشنی کو پھیلانا اور اس سے استفادہ کی راہ کھولنا ہے۔

چنانچہ میری خواہش ہوئی کہ عربی انگلش اور فرنچ زبانیں بولنے والوں کے لیے ایک ایسی کتاب تیار کرائی جائے جو آسانی کے ساتھ ان کو قرآنی حقائق و معارف تک پہنچا سکے اور ہدایت پذیری، قانون سازی، اور دنیا و آخرت کے تمام مسائل میں ان کے لیے راہنما ثابت ہو۔ اور محض اللہ تعالی کی توفیق سے اس کے لیے (قاموس القرآن) کا نام میری زبان پر آیا جو ایک جامع لفظ ہے اور جس کے ذریعہ قرآن سے استفادہ کی راہ آسان ہوجاتی ہے۔ ساتھ ہی میری قوم یعنی مسلمانان عالم نے جب مجھے اسلامی آرگنائزیشن تنظیم کا پانچواں سربراہ منتخب کیا تو میں نے اس قاموس القرآن کو عالم اسلام کے لیے بطور ہدیہ پیش کرنے کا عزم کرلیا تاکہ بنی نوع انسان کے لیے وہ حق اور روشنی کا مینار بنا رہے۔''

یہ الفاظ کسی روایتی عالم دین اور شیخ طریقت کے نہیں ہیں بلکہ شیخ جابرالاحمد الصباح کے ہیں جو کویت جیسی پٹرول کی دولت سے مالامال ریاست کے حکمراں اور امیر تھے اور جن کو دنیا کی ہر نعمت حاصل تھی اور جو سربراہان عالم کے درمیان بھی ایک امتیازی شان کے حامل تھے۔

ان کے یہ الفاظ 'قاموس القرآن' میں پیش لفظ کے طور پر درج ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا دل ایمان کی روشنی سے منور اور ان کا ذہن و دماغ قرآن کریم کی عظمت کے احساس سے سرشار تھا۔ اور یہی چیز شیخ جابر الاحمد الصباح کو دیگر حکمرانوں سے ممتاز کرتی ہے۔

انہوں نے امیر کویت کی حیثیت سے دنیا کے بیشتر ملکوں کا سفر کیا۔ شاہانہ تمکنت اور امیرانہ جاہ وجلال والے سفر میں وزیروں، خدمت گزاروں اور میڈیا سے وابستہ لوگوں کے ساتھ ایک امام کا بھی ارکان وفد میں شامل کرنا شیخ جابر الاحمد الصباح کی خصوصیات میں سے تھا تاکہ سفر اور سرکاری اجتماعات کے دوران بھی باجماعت نماز ادا کرنے کا معمول برقرار رہے۔

ایک حکمراں اور سربراہ مملکت کے لیے یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ تخت وتاج کا مالک ہونے کے باوجود اس کی پیشانی رب کائنات کے سامنے جھکی رہے اور اس کی زبان پر یَا مَنْ لا یَزُوْلُ مُلْکُہٗ اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ زَالَ مُلْکُہٗ ''اے وہ ذات جس کی بادشاہت کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے اس شخص پر رحم فرما جس کی بادشاہت جارہی ہے'' کے الفاظ رہیں۔

یہ منظر بھی ساری دنیا نے دیکھا کہ عراقی شبخوں کے نتیجہ میں ملک چھن جانے کے سات ماہ بعد جب اللہ تعالی نے دوبارہ تخت وتاج پر واپس لوٹا دیا تو ہوائی جہاز سے اترنے کے ساتھ ہی شیخ جابر الاحمد الصباح کی پیشانی وطن کی سرزمین پر سجدہ میں تھی اور حکمرانی کا نیا عہد رب کائنات کی عظمت کے احساس کے ساتھ انہوں نے شروع کیا۔

دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال بھی بمشکل مل سکے گی کہ حکمرانی ختم ہوجانے اور تخت سلطنت سے محروم اور مکمل طور پر بے دخل ہوجانے کے بعد دوبارہ پھر حکومت مل جائے اور ظلم و بربریت اور سرکشی و چیرہ دستی کے ذریعہ ملک چھیننے والا شخص اس قدر جلد اپنے انجام کو پہنچ جائے اور وہی صدام حسین جس کی فرعونیت کے سامنے پچھلے عہد کے ظالموں کی رعونت بھی ہیچ ہو وہ اپنی حکومت، اپنا خاندان، اپنا ملک سب کچھ تباہ کرکے مجرموں کی طرح قیدیوں کی زندگی گزار رہا ہو۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

urdu.indd 16 2/16/11 12:34 PM

شیخ جابر الاحمد الصباح کی زندگی پرسکون تھی' اپنی بڑائی جتلانے کے لیے انہوں نے حکومت کی مشنری کا استعمال نہیں کیا اور نہ ان کے ہاتھ ناحق خون سے رنگین ہوئے۔ موجودزمانہ کے حکمرانوں میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ سابق امیر شیخ جابر الاحمد الجابر الصباح کے کارنامے بے شمار ہیں مختصر طور پر ان کا جائزہ لیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بڑی حکمت ودانائی کے ساتھ اور انتہائی پرخطر ماحول میں رہنے کے باوجود :

1۔کویت کو ایک ترقی یافتہ مثالی اسٹیٹ بنایا اور پٹرول سے حاصل ہونے والی دولت کو ملک کی تعمیر اور اپنی قوم کی راحت کے لیے استعمال کیا۔

2۔کویتی شہریوں کے لیے مکان' تعلیم' علاج سب کچھ مفت فراہم کرنے کا انتظام کیا۔

3۔پٹرول سے حاصل ہونے والی زائد آمدنی کو عیش وعشرت پر خرچ کرنے کے بجائے آنے والی نسلوں کے لیے فنڈ قائم کرکے محفوظ کردیا۔

4۔کویت میں مکمل آزادی کا ماحول برقرار رکھا' لوگوں کو بولنے اور لکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کی آزادی دی۔

5۔عرب دنیا کی ترقی کے لیے کویتی فنڈ برائے عرب ترقیات قائم کیا اور تمام ملکوں کو قرضے فراہم کیے اور ان کی اعانت کی اور اربوں ڈالر اس سلسلہ میں خرچ کیے۔

6۔دنیا کے تمام ملکوں کے ساتھ متوازن تعلقات برقرار رکھنے کی کوشش کی اور اندرون ملک سوسے زائد ملکوں کے کارکنوں کے لیے روزگار کے مواقع فراہم کیے۔

7۔دینی جماعتوں کو اپنی دعوتی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لیے پوری آزادی دی۔

8۔غریبوں کی اعانت کے لیے نہ صرف وزارت اوقاف اور بیت الزکاۃ جیسے سرکاری ونیم سرکاری اداروں کو آزادی دی بلکہ عوامی تنظیموں کو بھی اہل خیر سے مال اکٹھا کرکے دنیا کے مختلف خطوں میں ضرورت مندوں کی اعانت کرنے اور مساجد ومدارس اور اسلامی مراکز قائم کرنے کی پوری چھوٹ دی۔

9۔علمی وثقافتی میدان میں 45 جلدوں پر مشتمل فقہی انسائیکلوپیڈیا تیار کرائی' قاموس القرآن کی تدوین کرائی اور عالم اسلام کی موجودہ سیاسی وتعلیمی واقتصادی صورت حال پر تین ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب تیار کرائی۔

ان کے علاوہ عربی زبان وادب اور فکر وفلسفہ کی سیکڑوں کتابیں تیار کرائیں۔

10۔قرآن کریم کی ذاتی خرچ پر لاکھوں کی تعداد میں طباعت اور تقسیم اور قرآن کریم کے حفظ میں مقابلہ پر ایک لاکھ دینار کے انعام کا مختص کیا جانا بھی الشیخ جابر الاحمد الصباح کے کارناموں میں سے ہے۔جس کے نتیجہ میں سیکڑوں کویتی نوجوانوں اور لڑکیوں نے قرآن کریم حفظ کرلیے۔

اس کے علاوہ اسلامی موضوعات پر دسیوں سمیناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد بھی ان کے عہد امارت کے امتیازی پہلوؤں میں سے ہے۔

11۔نفاذ شریعت کے لیے مستقل ایک مشاورتی ادارے کا قیام اور اس کے ذریعہ مروجہ قوانین کا جائزہ لیکر ایسے قوانین کو ختم کرنیکی کوشش جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہوں یہ بھی شیخ جابر الاحمد الصباح کے کارناموں کا ایک اہم حصہ ہے۔

12۔اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ خود اپنے ذاتی خرچ سے دنیا کے مختلف ملکوں میں پروجیکٹ نافذ کرائے۔ مسجدیں اور مراکز قائم کرائے لیکن اس تاکید کے ساتھ ان کا نام ظاہر نہ ہونے پائے۔

13۔آج بھی دنیا کے مختلف ملکوں کے ہزاروں بچے کویت اور اہل کویت کے خرچ پر تعلیم حاصل کررہے ہیں اور ہزاروں یتیموں کی کفالت کا فریضہ کویت کی رفاہی تنظیمیں انجام دے رہی ہیں۔

14۔مرحوم امیر شیخ جابر الاحمد الصباح کی یہ اداتو ہر کسی نے دیکھی ہے کہ دنیا کے کسی خطہ میں زلزلہ آئے، سیلاب آئے، اور قحط سالی سے لوگ مررہے ہوں' کویتی فوجی جہاز اشیائے خوردنی اور دیگر امدادی سامان لیکر وہاں سب سے پیش پیش نظر آتے اور خاص امیری ہدایت کے مطابق جایا کرتے تھے۔

یقیناً یہ وہ کارنامے ہیں جو شیخ جابر الاحمد الجابر الصباح کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں۔

موت سے کس کو مفر ہے یہ مرحلہ تو ہر شخص کو پیش آنے والا ہے اور کویت کے حکمرانوں نے تو سیف پیلس پر حکمت وموعظت پر مبنی یہ جملہ بھی کندہ کرارکھا ہے کہ لو دامت لأحد ما اتصلت اليك ''یہ بادشاہت کسی کے لیے دائمی ہوتی تو تمہارا نمبر ہی نہیں آتا تھا''۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مرحوم امیر کو ان کے اچھے کاموں کا صلہ دے اور انہیں اپنی رحمت ومغفرت سے نوازے آمین۔

فیصلہ آپ کا، زندگی آپ کی

یاسین سامی عبداللہ (طالب کویت یونیورسٹی)
yayp85@yahoo.com

انسان کی زندگی میں بہت سے نشیب وفراز رونما ہوتے رہتے ہیں، شب وروز کی تبدیلیوں کے ساتھ اس کی سوچ وفکر، کردار وگفتار، چال وچلن، حرکات وسکنات، افعال واقوال نیز سماجی، سیاسی، ثقافتی، تعلیمی، ازدواجی، الغرض شعبہائے زندگی میں ان گنت ولاتعداد تغیر و تبدل ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔یوں جب بندہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر کھڑا ہوکر دیکھے تو اس کے سامنے لامتناہی تبدیلیوں کی ایک ہست وبود نظر آئے گی۔

دنیا اس گلستان وبوستان کی مانند ہے کہ جو مختلف ومتنوع اقسام کے پھولوں سے لبریز ہے، اور انسان اس کا باغبان ہے جو جس طرح اور جیسے چاہے پھول اور گلاب سے اپنے باغ کو سجالے۔

اب دیکھیں! یہ آپکے اختیار میں ہے کہ آپ اس کو کس طرح ہنڈل کرتے ہیں، کس قسم کی تبدیلی کو' کس طرح' کہاں' کیسے' اور کب' اپنے دامنِ زندگی میں سمیٹنا چاہتے ہیں، اس کا فیصلہ صرف اور صرف آپکے پاس ہے، اور اسکے استعمال کا حق بھی آپ ہی رکھتے ہیں۔ اب فیصلہ آپ کا' آپ کے لیے' اور آپکی خاطر ہے۔جیسے اور جس طرح چاہیں آپ اس کو ڈرا کریں، اور اپنے پسندیدہ کلرز سے رنگ لیں۔تب جاکر یہ پتہ چل جائے گا کہ زندگی کے مختلف آنگنوں کے کونوں میں کس کس طرح کے ہیرے وجواہر آپ کی پسند کا مدتِ دراز سے محوِ انتظار ہیں۔ضرور نکہت ورنگت سے لطف اٹھایئے گا.....تو سب مل کر بلند وبالا آواز سے للکاریں کہ فیصلہ آپکا، زندگی آپکی..... ہنستے اور مسکراتے ہوئے۔

urdu.indd 17 2/16/11 12:34 PM

آپ کے مسائل اور ان کا حل

کیا محمد ﷺ نور سے پیدا ہوئے ؟

سوال : کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نور سے بنائے گئے جب کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی تخلیق بھی عام انسانوں کے جیسے ہوئی تھی۔کونسی بات صحیح ہے؟

جواب: جہاں تک آپ ﷺ کو نور کہنے کی بات ہے تو واقعی آپ نور ہیں۔اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ (المائدہ15) ''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے''۔بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں،البتہ یہ نور ذات کے اعتبار سے نہیں بلکہ ہدایت ورسالت کے اعتبار سے ہے،اس نور کے ذریعہ اللہ پاک نے بندوں کو ہدایت دی۔اللہ پاک نے فرمایا﴿وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُوراً نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاء مِنْ عِبَادِنَا﴾(شوری 52) ''لیکن ہم نے اس کو نُور بنایا ہے کہ اس سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں''۔

باقی رہا آپ کا جسم مبارک تو وہ خون گوشت اور ہڈیوں ہی سے بنا تھا،قانون فطرت کے مطابق اپنے ماں باپ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی ،ولادت سے قبل آپ کی تخلیق نہیں ہوئی،اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے نبی پاک کا نور پیدا کیا گیا اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُورَ نَبِیِّکَ یَا جَابِرُ ''اے جابر! سب سے پہلے اللہ پاک نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا'' تو یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے۔(جیسا کہ دکتور احمد مرتضی نے اپنی کتاب[حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُورَ نَبِیِّکَ یَا جَابِرُ بین الحقیقة والخیال]میں صراحت فرمائی ہے) گویا پیارے نبی ﷺ گو سید ولد آدم ہیں،ساری مخلوق سے افضل ہیں،یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی جو نور سے پیدا کیے گئے اس کے باوجود آپ ﷺ بشریت سے خارج نہیں اللہ تعالی نے فرمایا﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ﴾ (الکھف 110) ''آپ فرمادیجئے کہ میں تمہارے ہی جیسے ایک انسان ہوں فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی آتی ہے''۔

بچوں کو دودھ پلانے کی مدت

سوال: کیا بچے کو دوسال سے زیادہ دودھ پلا سکتے ہیں؟

جواب: اللہ پاک نے بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال طے کی ہے،اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرة 233)''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلائیں یہ(حکم) اُس شخص کیلئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رضاعت کی مدت دوسال مقرر کی گئی ہے البتہ دوسال مکمل کرنا نہ ضروری ہے اور نہ ہی دوسال سے زائد دودھ پلانے میں ممانعت ہے ، بچے کی مصلحت کو دیکھتے ہوئے مدت میں کمی اور بیشی بھی کی جاسکتی ہے ۔ کیونکہ آیت میں مدت کی تحدید استحبابی ہے واجبی نہیں۔

شادی کے بغیر جسمانی تعلقات

سوال : ایک غیر مسلم لڑکی کو مسلمان بنا کر اس کے ساتھ رہ رہا ہوں،کورٹ میں شادی کرنے کے لیے گیا تو قاضی نے کاغذات کا مطالبہ کیا،اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: یہ بہت بڑا جرم ہے جس کا آپ ارتکاب کر رہے ہیں،غیر مسلم لڑکی جسے اللہ پاک نے ہدایت دی تھی اسے زنا میں ملوث کر رکھا ہے اور خود زنا میں پڑ کر اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔اسلام میں زنا کار مرد وعورت کی سزا اگر شادی شدہ ہے تو سنگسار ہے،اور اگر شادی شدہ نہیں تو سوکوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

پھر ایک مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ زانیہ سے شادی کرے اور نہ کسی مومنہ کے لیے جائز ہے کہ وہ زانی سے شادی کرے۔(سورۃ النور3)

لہذا پہلی فرصت میں آپ دونوں پر لازم ہے کہ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کریں،اپنے عمل پر نادم ہوں،اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عزم کریں ۔ سچی توبہ کے بعد دونوں علیٰحدہ ہوجائیں اور ایک مہینہ تک علیٰحدہ رہیں،اس بیچ کویت کے نظام کے مطابق اپنے ملک سے لڑکی کے غیر شادی شدہ ہونے کا سرٹیفکٹ منگوالیں، پھر کورٹ میں جا کر شرعی شادی کرکے جائز طریقے سے شہوت کی تکمیل کریں اور خوشگوار ازدواجی زندگی گذاریں۔

خطۂ برصغیر میں اسلام کی آمد

سوال : ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام کی دعوت کس نے دی؟

جواب : وفات نبوی کے چار سال بعد حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں سن ۱۵ ہجری میں اسلام ہندوستان پہنچ گیا تھا جبکہ امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ کو بحرین اور عمان کا والی مقرر کرکے بھیجا تو حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ نے اپنے بھائی حکم بن ابوالعاصؓ کو ہندوستان کی ایک بندرگاہ ''تھانہ'' کی طرف روانہ کیا۔اور موجودہ جغرافیائی اعتبار سے یہ بندرگاہ بمبئی کے قریب واقع ہے۔عصر حاضر کے مشہور مؤرخ محمد اسحاق بھٹی صاحب کے مطابق خطۂ برصغیر میں پچیس صحابۂ کرام تشریف لائے ،ظاہر ہے کہ جب انہوں نے ہندوستان میں قدم رکھا تو اسلام کی طرف اپنے قول وفعل سے دعوت بھی دی ۔گویا ہندوستان میں سب سے پہلے دعوت دینے والے صحابۂ کرام ٹھہرتے ہیں۔البتہ پوری قوت کے ساتھ اسلام اس سرزمین پر سن ۹۳ میں آیا جس وقت محمد بن قاسمؒ نے سندھ پر حملہ کیا۔

خودسوزی کا حکم

سوال : جمہوری ممالک میں غم وغصہ کے اظہار اور مظلوموں کے حقوق کی بازیابی کے لیے خودسوزی یا بھوک ہڑتال کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بات بالکل مسلم ہے کہ دنیا میں انسانوں پر بڑی زیادتیاں ہورہی ہیں جن پر سکوت اختیار کرنا جائز نہیں، بلکہ انفرادی واجتماعی طور پر اس کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے ۔تاہم اس کے لیے خودسوزی کرنا یا بھوک ہڑتال کرنا قطعاً مناسب نہیں،ایشیائی ممالک میں اس قبیل کی خودسوزی کی جو کوششیں ہورہی ہیں یہ قطعاً جائز نہیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں کبیرہ گناہ ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً﴾(سورۃ النساء 29) ''اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تم پر مہربان ہے''۔

ارشاد ربانی ہے﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورۃ البقرۃ 195) ''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔کیونکہ اپنے نفس کا مالک وہ نہیں ہے بلکہ اسے یہ نفس بطور امانت ملی ہوئی ہے جس کے تئیں اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ موت تک اس کی حفاظت کرتا رہے اور شرعی قاعدہ ہے الغَايَةُ الشَّرْعِيَّةُ لاتُبَرِّرُ الوَسِيلَةَ المُحَرَّمَةَ شرعی مقصد کے حصول کے لیے حرام وسیلہ اختیار کرنا جائز نہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ خودکشی کرنے والے کے جنازے کی نماز نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ صحیح حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ أُتِيَ النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ (مسلم)

''اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے خود کو چھری سے قتل کرلیا تھا' آپ نے اس کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی''۔

urdu.indd 18 2/16/11 12:35 PM

محمد طفیل طوفی (کویت)
tufailtufi@hotmail.com

آسان گھریلو نسخے

ذیل کا یہ مضمون محترم ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید صاحب کی کتاب ''آسان گھریلو نسخے'' سے ماخوذ ہے۔ مہنگائی اور مصروفیت کے اس دور میں جبکہ عام لوگ ڈاکٹروں کی فیسیں اور ادویات کے لرزہ خیز بل ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ایسے علاجوں کو عام کرنے کی ضرورت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے قطرہ قطرہ جمع کر کے آپ کو دریا دیا ہے، اس سے خوب سیر ہو کر پانی پینا آپ کا کام ہے، یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اپنے معالج خود ہوں گے۔ کتاب کے کچھ نسخے پیش خدمت ہیں:

درد سر کا علاج

سر میں زیتون کا تیل ڈال کر مالش کیجئے۔ پیاز کاٹ لیجئے اور اسے سونگھئے۔

وہ چائے جس میں زیادہ پتی پڑی ہو لیجئے اور اس میں آدھا لیموں نچوڑ لیجئے۔ اور پھر چاہیں تو چینی یا ذرا سا نمک ملا لیجئے اور پی جایئے۔ درد سر کو فوری آرام ہو جائے گا۔

پیاز کاٹ لیجئے، اسے سل پر پیس لیجئے اور پھر پاؤں کے تلوؤں پر اس کا لیپ کیجئے درد سر ختم ہو جائے گا۔ دہکتے ہوئے کوئلے لیجئے اور اس پر ذرا سی شکر ڈال دیجئے اس کے دھوئیں سے سر کا درد ختم ہو جائے گا۔

نظر تیز کرنا :

چار بادام، چٹکی بھر سونف اور ذرا سی مصری لے کر رات کو سوتے وقت کھا لیجئے اور اسے کھانے کے بعد ہرگز پانی نہ پیجئے نگاہ دن بدن تیز ہوتی جائے گی۔

سرسوں کے تیل چند قطرے آنکھوں کے اوپر لگا کر ہر روز رات کو سوتے وقت مالش کیجئے۔ اس طرح نہ تو نظر کمزور ہوگی اور نہ ہی کبھی آنکھوں کی بیماری لاحق ہوگی۔ گاجروں کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیجئے، اس سے آنکھوں کی بینائی بڑھاپے میں بھی خراب یا کمزور نہیں ہو سکتی۔ غسل کرنے کے بعد پہلے پاؤں کے انگوٹھوں پر سرسوں کا تیل ملئے کبھی نظر کمزور نہ ہوگی، چاہے عمر سو سال سے تجاوز کر جائے۔

یاد داشت تیز کرنا :

چند بادام اور ذرا سی کالی مرچ لیجئے اور اسے پیس کر یکجا کر کے کسی بوتل میں بند کر لیجئے۔ ہر صبح اٹھنے کے بعد نہار منہ اسے کھایئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد آپ کا حافظہ اتنا تیز ہو جائے گا کہ آپ کو بچپن کی باتیں یاد آنے لگیں گی۔

امراض جگر کے لیے

جگر کا کوئی بھی عارضہ ہو تو رات کو ایک مولی لے کر شبنم میں رکھ دیجئے، اسے صبح اٹھ کر نہار منہ کھایئے۔ آپ تین ہفتے میں کسی بھی ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروایئے، آپ جگر کے مرض سے نجات پا چکے ہوں گے۔

گردے اور مثانے کی پتھری دور کرنے کے لیے :

نرم پتے مولی کے جس قدر کھا سکیں کھاتے رہیں، بیس بائیس دن میں پیشاب کے راستے سے پتھری خارج ہو جائے گی۔

دمہ کے لیے

وہ دودھ جو بچہ جننے کے بعد گائے پہلی بار دے اسے تازہ حالت میں کہ اس کی حرارت بھی ابھی ختم نہ ہوئی ہو اچھی طرح پیٹ بھر پی لینے سے دمہ ختم ہو جاتا ہے۔

اگر بلغمی دمہ ہو تو مٹی کے برتن میں ایک پاؤ گندم جلا کر کوئلہ بنا لیں۔ پھر اس میں آدھ پاؤ ہلدی ملا لیں جو باریک پسی ہوئی ہو۔ گندم کو اس کے ہمراہ باریک پیس لیں۔ دس پندرہ روز چھ گرام روز کھلاتے رہیں شفا حاصل ہوگی۔

سینے کا دباؤ ختم کرنے کے لیے

گرم دودھ میں زعفران اصل ڈال کر پی لیجئے سینے کا دباؤ ختم ہو جائے گا۔

قبض کے خاتمہ کے لیے

بغیر چھنے آٹے کی روٹی کا استعمال کیجئے قبض ختم ہو جائے گی، سونف اور گل ملا کر کھا لیجئے، پی لیجئے یا دودھ میں بھیگی ہوئی انجیر کھایئے قبض دور ہو جائے گا۔

ذیابیطس کے لیے :

جامن کی خشک گٹھلیاں پیس لیں، سادہ پانی سے ہر روز تین گرام کھاتے رہیں، ذیابیطس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

50 گرام فالسہ کے درخت کی چھال لیں، ایک پاؤ پانی میں رات بھر بھگوئے رکھیں۔ صبح چھان لیں اور دس گرام مصری ملا کر اسے پئیں، کچھ عرصہ استعمال کریں، ذیابیطس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اندرونی چوٹ کا درد

جسم میں اندرونی چوٹ کا درد ہو تو بیس گرام نمک بیس گرام دار چینی ملا کر اسے کھا لیں درد ختم ہو جائے گا۔

اپنا خون صاف کیجئے

بیس گرام شیشم کے تازہ پتے چند دن پانی میں جوش دے کر پیتے رہیں آپ کے خون کی ہر خرابی دور ہو جائے گی۔ پیاز بچھو کے ڈنک کا شافی علاج ہے۔ سفید پیاز لیں اور اس کا پانی نکال کر جس مقام پر بچھو نے کاٹا ہے لیپ کر دیں زہر اتر جائے گا اور جلن ختم ہو جائے گی۔

امراض بادی وریح

وہ لوگ جنہیں ریح و بادی کے امراض ہیں ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ سہانجنے کا اچار زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ یہ اچار کھانے کے ہمراہ کھایا جا سکتا ہے۔ بادی وریح کے لیے سہانجنے کا اچار دشمن ہے۔

نوٹ : مندرجہ بالا تمام آسان گھریلو نسخے ہیں، بے ضرر ہیں، نقصاندہ نہیں ہیں۔

الأمین
لخدمات العمرة
الأمین حج وعمرہ قافلہ
ہم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر ہیں
نہایت کم قیمت پر حج وعمرہ کی سہولت دستیاب ہے
ہماری سہولتیں
☆ 50 سیٹوں کی ایئر کنڈیشن مرسیڈیس بس
☆ تجربہ کار اور حج وعمرہ کی مکمل واقفیت رکھنے والے معلمین کا اشراف۔
ہمارے پاس D.H.L کوریئر سروس اور فاکس کی سہولت بھی دستیاب ہے
بوکنگ جاری ہے
نگراں الحاج مولانا محمد جہانگیر عالم
ہم سے رابطہ کریں
مکتب حساوی، شارع محمد بن قاسم، بجانب مطعم شاہ جلال
ٹیلیفون / فاکس: 24315227
موبائل فون: 99008601, 66240105
Email: mjalam75@gmail.com, mjalam_30@yahoo.com

urdu.indd 19 2/16/11 12:35 PM

اعجاز الدین عمری (کویت)

زندگی کے بدلتے ڈگر

جب میں چھوٹا تھا،
شاید دنیا، بہت بڑی ہوا کرتی تھی
چھوٹی چھوٹی نظروں میں
گاؤں کی گلیاں، شہر کے نکڑ...
سب پھیلے پھیلے رہتے تھے
مجھے یاد ہے....
ملے جلے مکانوں میں
سیدھے سادھے لوگ تھے رہتے
اپنی اداسے جیتے تھے...
اپنی ریت کے رکھوالے تھے
اب ڈھنگ ہے اُن میں غیروں کے
اپنی بھاشا بھول کے سب
انگریزی کے متوالے ہیں
اور مجھے یاد ہے....
گھر سے 'سکول' تک کا راستہ،
کیا کیا نہیں تھا وہاں....!!؟
چاٹ کے ٹھیلے، جلیبی کی دکان،
برف کے گولے اور سب کچھ....
اب وہاں.....!
''موبائل شاپ'' ''ویڈیو پارلر'' ہیں،
پھر بھی سب سُونا سُونا ہے
شاید اب زندگی بدل رہی ہے...

جب میں چھوٹا تھا،
شاید شامیں....بہت لمبی ہوا کرتی تھیں
جھلساتے دن کے بعد...
شام کی سنہری فضاؤں میں
کتنی ٹھنڈک ہوتی تھی!؟
اب شام نہیں ہوتی....!دن ڈھلتا ہے
اور سیدھے رات ہو جاتی ہے!
اور رات کے آنچل میں بھی
اب چمکتے تارے نہیں ملتے..!
سکھ بھری وہ نیند نہیں آتی
شاید اب وقت سمٹ رہا ہے...

جب میں چھوٹا تھا،
شاید کھیل بھی عجیب ہوا کرتے تھے
اک بس ہوتی تھی رسی کی...
آگے ڈرائیور اور پیچھے ہوتا کنڈکٹر
آنکھ مچولی، گلی ڈنڈا،
یا پھر ہوتا کرکٹ، کبڈی...
کھیل سے بڑھ کر ہوتی نٹ کھٹ!
کچھ نہ سہی پر مٹی کا کھلونا تو ہوتا...
اب مٹی سے تو ہے ناطہ ٹوٹا....!
بند کمرے ہیں اب کھیل کے میداں
لاپ ٹاپ ویڈیو گیم، انٹرنٹ اور موبائل
یہ سب ہیں آج بچوں کے کھلونے
شاید بچوں کی اب فطرت بدل رہی ہے

جب میں چھوٹا تھا،
شاید دوستی، بہت گہری ہوا کرتی تھی
نوک جھونک، چھینا جھپٹی
کانا پوسی، ہاتھا پائی
سب کچھ ہوتا..مگر دوستی رہتی
دوست تو میرے اب بھی کئی ہیں
پر دوستی جانے کہاں ہے!؟
رہگذروں پہ جب ملتے ہیں
ہاتھ ہلا کر ایک ''ہائی'' ہوتی ہے
اور اپنے رستے چل دیتے ہیں!
عید ہو، یا ہو کوئی تہوار...
شادی، میت یا کوئی اتوار
اک ''کال'' آتا ہے...
یا پھر یس یم یس پر بس ہوتا ہے
شاید اب رشتے بدل رہے ہیں...

جب میں چھوٹا تھا
دل میں معصوم سے ارمان مچلتے تھے
بادل سے برستے پانی میں،
بجلی کی گرج میں اور چمکی میں،
تاروں سے چھنتی سفیدی میں،
ساحل سے لگتی موجوں میں،
نرم ہوا کے جھونکوں میں،
پھولوں سے بکھرتی خوشبو میں،
خوشیوں کا بادہ چھلکتا تھا
جس میں نشہ بھی تھا نغمہ بھی تھا...
اب ارمانوں میں زہر گھلا ہے
خوشیوں پر ماتم کی چھایا ہے
شاید انساں سے....
اب اُس کا دل ہی روٹھ چکا ہے

جب میں چھوٹا تھا
شاید بچے، اپنا بچپن سمجھتے تھے
تب سارے بڑوں کی عزت ہوتی تھی
اُن کے ادب کا پاس بھی تھا
اُن کا ڈر اُنہیں سیدھا رکھتا تھا
اُن کے پیار سے من بھر جاتا تھا
فرق مٹا ہے اب چھوٹے بڑوں کا
پیار، ادب سب چھوٹ چکا ہے
مستی ہے ہر سو من مانی ہے...!
بیٹا، باپ کو حکم ہے کرتا...
اور ماں پر بیٹی کا زور ہے چلتا
دل سے جو ایمان گیا...
رشتوں کا بھی مان گیا
شاید اب کوئی بچہ.....
چھوٹا ہوتا ہی نہیں ہے!

جب میں چھوٹا تھا
شاید دھرتی کا رنگ نرالا تھا...
سحر کا نور من کو بھاتا،
شام کی ٹھنڈک دل کو لبھاتی
رات کے حسن کی بات ہی اور تھی
دریا کی روانی کہتی کہانی...
لہروں سے دل بہلا کرتا
اب لہریں دل سے اُٹھتی ہیں...!
چھونے کو مگر ساحل نہیں ملتا ہے
برسات کا پانی گھر آنگن میں گرتا تھا
کسی بانجھ کی خالی گود کی مانند....
اب گھروں کا کوئی آنگن نہیں ہوتا
مٹی کی وہ سوندھی خوشبو نہیں ہوتی
کانٹوں کے بیچ سے گُل کھلتا تھا
اب خار ہی خار ہے گل نہیں ہوتا
شاید دھرتی نے اب روپ بدل دیا ہے

جب میں چھوٹا تھا
شاید تتلی اور دنیا.....،
دونوں جدا جدا ہوتی تھیں
حسن کا پیکر، رنگیں تتلی،
جب کسی پھول پہ دل ٹھہراتی
ہم بچوں کے بھی وہ من موہک ہوتی
پاس بلاتی آس بندھاتی پیاس بڑھاتی
پھر ہم سے چھٹ کر وہ اُڑ جاتی
اور مسوس کے دل ہم رہ جاتے
اب لگتا ہے دنیا بھی...
تتلی جیسی ہے، سج دھج کے آتی ہے
اور من کو ترساتی ہے....
رنگوں کا جال بچھا کر....
'ایماں' کی ڈکیتی کرتی ہے
پھر تھک ہار کے 'انساں' بھی...
مسوس کے دل رہ جاتا ہے
شاید 'دنیا' یہ ہوتی ہی ایسی ہے

جب میں چھوٹا تھا
شاید آنسو کا کچھ تو مطلب ہوتا تھا
ننھے سے دل کو چوٹ کوئی لگتی... یا پھر
اپنی شرارت خود ہم کو سزا دلواتی
آنکھوں سے پانی کا سیلاب اُمڈ آتا تھا
اور اس جادوئی پانی سے...
کوئی تو دل پگھل جاتا،
یا ماں اپنے آنچل میں ہم کو سمیٹا کرتی تھی
یا پھر ابو کا فولادی دل بہہ جاتا تھا،
یا بھائی بہنا کی نظر کرم ہی مل جاتی تھی..
یا سوز سے پُر کوئی تو ملتا جو...
زخمِ دل پہ مرہم رکھتا
اب سب دل پتھر ہے،
اپنا بھی اور اپنوں کا بھی...!
سوز و خلش سے خالی دل ہیں...!
بے درد اور بے حس دل ہیں!
یہاں آنسو کی قیمت کیا ہوگی؟
شاید لاحاصل ہے....
اب یہاں آنسو بہانا بھی

urdu.indd 20 2/16/11 12:35 PM

عالمی خبریں

عبد اللہ بدوی کو شاہ فیصل ایوارڈ

ریاض: ملائشیا کے سابق وزیر اعظم عبداللہ احمد بداوی کو 2011ء میں اسلام کی خدمت کے لیے شاہ فیصل بین الاقوامی ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ توصیف نامہ کے مطابق بداوی کا انتخاب اسلام اور مسلمانوں کے لیے ان کی غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں کیا گیا ہے۔ یہ خدمت انہوں نے ملائشیا اور بیرون ملک دونوں جگہ کی ہے۔ سرٹیفکیٹ کے علاوہ 24 قیراط پر مشتمل سونے کا تمغہ اور سات لاکھ پچاس ہزار سعودی ریال نقد بھی انعام میں شامل ہے۔ اب تک 40 ممالک سے تعلق رکھنے والے 209 محققین، قائدین اور سائنسداں کو شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا جا چکا ہے۔

ترکی میں احتجاج

استنبول: خلافت عثمانیہ کے عہد کے ایک سلطان کو شراب پیتے اور عورتوں کو لبھاتے دکھانے والے ایک ٹیلی سیریل سے برگشتہ ترک احتجاجیوں نے نشریاتی اسٹوڈیو پر انڈے پھینکے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا۔ حرم کے اندر اپنی بیویوں اور داشتاؤں کے ساتھ عیش کرتے ہوئے اور شراب پیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ عثمانی عہد کے سلطان خلیفہ بھی ہوتے تھے اور یہ خلافت 924ء تک قائم رہی، یہ اس بات کی علامت ہے کہ مسلمانوں میں غیرت ابھی تک باقی ہے۔

شاہ ایران کے فرزند کی خودکشی

واشنگٹن: شاہ ایران کے سب سے چھوٹے فرزند ۴۴ سالہ شہزادہ علی رضا پہلوی نے بوسٹن میں اپنے مکان میں خود کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔ شہزادہ 28 اپریل 1966ء کو تہران میں پیدا نے والے علی رضا نے امریکہ جانے سے پہلے ایران میں اسکولی تعلیم حاصل کی تھی وہ 1979ء کے ایران انقلاب کے دوران امریکہ چلے گئے تھے۔

بوڑھے چور

ٹوکیو: جاپان میں عمر رسیدہ افراد میں چوری کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ گزشتہ بیس سالوں میں ایسے واقعات کی تعداد میں دس گنا اضافہ ہوا ہے جن میں 65 سال سے زائد عمر کے افراد چوری میں ملوث میں پائے گئے۔ جاپان کے ایک اخبار (japan times) کے مطابق سال 2009ء میں 65 سال سے زائد عمر کے ستائیس ہزار افراد مختلف دکانوں اور شاپنگ سینٹرز سے مختلف سامان چوری کرتے ہوئے گرفتار ہوئے جن میں سے 80 فیصد افراد غذائی اشیاء کی چوری میں ملوث پائے گئے ہیں۔

بچے کی کھوپڑی پر ہیرے

لندن: برطانیا کے 45 سالہ آرٹسٹ Damien Hirst نے اپنے آرٹ ورک کے لئے دو ہفتے کے بچے کی کھوپڑی استعمال کی ہے جسے آٹھ ہزار ہیروں سے مزین کیا گیا ہے۔ For Heaven,s Sake نامی اس آرٹ ورک کو تخلیق کرنے کے لئے کھوپڑی پر پلاٹینیم کی تہ چڑھائی گئی ہے جس کے بعد اس آٹھ ہزار سے زائد سفید اور گلابی ہیرے جڑے گئے ہیں۔ باضمیر تنقید نگاروں کا خیال ہے کہ آرٹسٹ نے اپنے آرٹ ورک کے لئے انسانی کھوپڑی کو چن کر عدم حساسیت کا ثبوت دیا ہے۔

اسکولوں میں روبوٹ اساتذہ

جنوبی کوریا: جنوبی کوریا کے اکیس اسکولوں میں تین فٹ اونچے انڈے کی شکل کے تیس روبوٹ اساتذہ کو بچوں کو انگریزی پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کتابیں پڑھانے کے ساتھ موسیقی کی دھن پر رقص بھی کر سکتے ہیں۔ لگتا ہے کہ اب انسانوں کی قلت ہے۔

سگریٹ نوشی سے نقصان منٹوں میں

سگریٹ نوشی سے نقصان پندرہ سے تیس منٹ میں

امریکہ: ایک نئی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ سگریٹ نوشی سے انسانی جسم پر مضر اثرات سالوں میں نہیں بلکہ منٹوں میں مرتب ہوتے ہیں۔

امریکہ کی یونیورسٹی میں منیسوٹا کی ٹیم کی تحقیق کے مطابق جو کیمیائی مادہ کینسر کا سبب بنتا ہے وہ کیمیائی مادہ سگریٹ نوشی کے باعث انسانی جسم میں بہت تیزی سے بنتا ہے۔

تحقیق کاروں نے اس تحقیق کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ایک بہت بڑا انتباہ ان لوگوں کے لیے ہے جو سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ سگریٹ نوشی کے باعث دل کا مرض اور کینسر کا علم تو پہلے ہی سے ہے۔ لیکن اس تحقیق کے بعد اس بات کا علم ہوا ہے کہ مضر اثرات سالوں میں نہیں منٹوں میں مرتب ہوتے ہیں۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سگریٹ نوشی سے نقصان ہونے کے عمل کو محض پندرہ سے تیس منٹ لگتے ہیں۔

منیسوٹا یونیورسٹی کے پروفیسر سٹیفن ہیشٹ کا کہنا ہے 'یہ تحقیق بہت اہم ہے۔ اس تحقیق سے پہلی بار یہ معلوم ہوا ہے کہ صرف سگریٹ نوشی کتنی نقصان دہ ہے۔'

اس ریسرچ کی مالی معاونت امریکہ کے نیشنل کینسر انسٹیٹیوٹ نے کی تھی۔

بڑے بے آبرو ہوکر اپنے کوچے سے ہم بھاگے:

تیونس: تیونس (افریقہ) میں سیاسی استحکام، آزاد فکری، روشن خیالی، صنعتی ترقی اور اقتصادی مضبوطی کو روشن مثال خیال کیا جاتا تھا۔ 64 ہزار مربع میل پر محیط، ڈیڑھ کروڑ کے لگ بھگ آبادی رکھنے والا یہ مسلم ملک مغرب اور امریکہ کی آنکھ کا تارا تھا۔ 1955ء میں فرانس سے آزادی حاصل کرنے کے بعد حبیب بورقیبہ تیونس کے پہلے صدر بنے۔ اس کے بعد ۷ نومبر 1987ء کو زین العابدین بن علی نے صدر کا عہدہ سنبھال لیا۔ بن علی نے 7 نومبر 2010ء کو اپنی تاجپوشی کی ۲۳ ویں سالگرہ منائی۔ یہ تیونس میں قومی تعطیل کا دن ہوتا ہے۔ تیونس میں جب بھی انتخاب ہوتے تو دھاندلی کی بنیاد پر وہ ووٹ حاصل کرتا تھا اور اکتوبر 2009 کے آخری انتخاب میں حاصل کردہ ووٹ 89,62 فیصد تھی۔

لیکن ملک میں کچھ چیزیں ایسی تھیں جس کی وجہ سے وہاں کی عوام پریشان تھی، بدحال تھی، ان میں سے کرپشن، سیاسی، شہری اور جمہوری آزادیوں کا فقدان، جابرانہ انداز حکمرانی، مہنگائی، تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری اور اسلام بیزاری کی حدوں کو چھوتی ہوئی روشن خیالی۔ بالآخر قوم میدان میں نکل گئی، پھر ۲۳ سال مسند صدارت پر فائز 74 سالہ زین العابدین بن علی نے 14 جنوری کو اپنے عظیم الشان محل پر حسرت بھری نگاہ ڈالی اور وہ ملک سے فرار ہو گیا۔ لیکن جاتے جاتے اس کا خاندان اپنے ساتھ 66 ملین ڈالر کا ڈیڑھ ٹن سونا بھی لیتا گیا، اللہ کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں۔

23 سالوں کے بعد وہاں کی ٹی وی اور ریڈیو پر قرآن کی تلاوت اور اسلامی پروگرام کی گونج سنی جا رہی ہے۔ اور اسلامی کتابوں کی دکانیں کھلنے لگی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے مشہور محقق اور عالم دین ڈاکٹر عائض قرنی کی کتاب لاتحزن ''غم نہ کرو'' کی مانگ بڑھ گئی ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی نے علم بغاوت بلند کرنے پر تیونس کے عوام کی ستائش کی ہے اور تمام تیونسیائی شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مغربی طاقتوں پر بھروسہ کیے بغیر اپنے مسائل کو خود ہی حل کریں۔

urdu.indd 21 2/16/11 12:35 PM

عالمی مشاعرہ 2011

زیر اہتمام: انجمن فروغ اردو ادب- کویت

اردو ادب کو حیاتِ جاوید بخشنے میں مشاعروں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے، دلی میں مغل شہنشاہوں کے دربار سے لیکر انجمن فروغ اردو ادب کے مشاعروں تک یہ سب اسی خوبصورت روایت کا حصہ ہیں۔ انجمن کا بنیادی مقصد اردو ادب اور اردو زبان کی بقاء اور ترویج اور احیاء ہے۔

اصناف سخن میں شاعری کو وہی مقام حاصل ہے جو حیات انسان میں دل کی دھڑکن کو ہے۔ دھڑکتا ہوا دل زندگی کی علامت ہے۔ محبت کا استعارہ ہے اور یہی وہ جذبہ ہے جس نے کائنات میں دل کش رنگ بھرے ہیں، شاعری ایک محبت بھری دعا ہے، شاعری زندگی کی تلخ حقیقتوں کی عکاس ہے، پردیس میں رہنے والے حساس انسان جب اپنے احساسات کو، اپنے دکھوں کو اپنی محرومیوں کو شعری جامہ پہناتے ہیں تو اس صنف کو چار چاند لگ جاتا ہے۔ شاعری، شاعر، اور مشاعرے ہماری خوبصورت تہذیبی روایات کا حصہ ہیں۔

14 جنوری 2011 کی خوبصورت شام کو ''انجمن فروغ اردو ادب'' کے صدر اور بانی عبداللہ عباسی نے سوئس بیل پلازہ ہوٹل میں عالمی مشاعرے کا انعقاد کیا، اس منفرد ادبی شام کی خاص بات مقامی شعراء کے علاوہ عالمی طور پر مشہور و معروف تین مہمان شعراء کی آمد بھی تھی اس عالمی مشاعرے کے لیے لندن سے خاص طور پر تشریف لائے مشہور و معروف شاعر، ادیب، اسکالر، صداکار، محترم صفدر ہمدانی صاحب۔ ادب محبت اور تہذیب کی سرزمین ہندوستان سے خاص طور پر مدعو مہمان مزاحیہ شاعر مرزا مصطفیٰ علی بیگ، اور عالمی شہرت یافتہ فکاہیہ شاعر غوث خواہ مخواہ حیدرآبادی نے اہل کویت کو اپنی مہمان نوازی کا شرف عطا کیا، اس عالمی مشاعرے کی صدارت کویت کی ادبی سماجی حلقوں کی مشہور و معروف ہستی محترمہ ڈاکٹر صالحہ جواد موسی نے کی جن کی پروقار شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ مشاعرہ ہو یا کتابوں کی رونمائی کوئی بھی تقریب انکی سرپرستی کے بغیر ادھوری رہتی ہے۔ انکی موجودگی کسی بھی پروگرام کا اضافی حسن سمجھا جاتا ہے اور سب کا حوصلہ بھی بڑھاتی ہے۔

مہمان خصوصی محترم ہوشدار خان کویت کی سیاسی سماجی ادبی، مذہبی حلقوں کی نامور شخصیت ہیں، دوسرے مہمان خصوصی محترم ملک نور محمد صاحب فرینڈز ویلفیئر ٹرسٹ کے بانی اور چیرمین ہیں اور کویت میں قائم پاکستانی مدارس کے طلبہ و طالبات کے لیے فری میڈیکل کیمپ کا گاہے بگاہے انعقاد کرتے ہیں۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا جس کا شرف قاری عرفان اکرمی کو ملا۔ اس کے بعد کویت کی کم عمر شاعرہ عبداللہ عباسی کی صاحبزادی مہا عباسی نے اپنی نظم پر بھرپور داد پائی

بابا نے مجھکو شاپنگ کرائی
پنک کلر کی میکسی دلائی

مہا عباسی کے بعد انکے چھوٹے بھائی احمد عباسی نے ایک خوبصورت نظم پڑھی اور انکا استقبال بھرپور تالیوں سے کیا گیا۔ اس کے بعد کویت کی معروف شاعرہ اور افسانہ نگار اور کمپئر شاہین رضوی جو اس عالمی مشاعرے کی نظامت بھی کر رہی تھیں۔ انھوں نے اپنی مختصر نظم اور ایک غزل کے چند اشعار پڑھے اور بہت داد پائی:

فروغ جبر سکوت شہر کی گویائی
وہ کشت خون کے سہمی ہوئی ہے انگنائی
بہار آئی تو تتلی کے پر بھی جلنے لگے
لپٹ کے شاخوں سے رونے لگی ہے تنہائی

شاہین رضوی کے بعد اصغر علی چشتی کو دعوت سخن دی گئی۔ وہ زیادہ تر حمد و نعت کہتے ہیں اور یہ سعادت بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔ اس کے بعد بدر سیماب بدر نے اپنا کلام پیش کیا

کبھی ماں کی جنہیں لوگو دعائیں بھول جاتی ہیں
وہ صحرا میں بھٹکتے ہیں گھٹائیں بھول جاتی ہیں

اس کے بعد صفدر علی صفدر نے اپنا کلام پیش کیا وہ روایتی غزل گوئی سے ہٹ کر اپنی الگ شناخت بنا چکے ہیں۔

تمھارے قرب سے لیکر جدائی کے زمانے تک
بڑے صدمات جھیلے ہیں تمہیں پاکر گنوانے تک
اے صفدر لوگ کیا جانیں کہ کتنا کرب سہتے ہیں
غزل کو ذہن میں رکھ کر اسے کاغذ پہ لانے تک

محترمہ ڈاکٹر صالحہ جواد موسی کی فرمائش پر فیاض وردگ کو دعوت سخن دی گئی، ان کی وہ غزل جو فراز کی زمین میں کہی گئی ہے:

سنا ہے ہم کو وہ نظریں چرا کے دیکھتے ہیں
یہ بات ہے تو نظر ہم ملا کے دیکھتے ہیں

سب کی فرمائش پر اپنی غزل کے اشعار بھی انھوں نے سنایا، فیاض وردگ کے بعد کویت میں عرصہ دراز سے مقیم شاہ جہاں جعفری حجاب سے انکی شاعری سننے کی فرمائش کی گئی، انھوں نے اپنی غزل سنائی۔ انکے بعد کویت میں مقیم معروف شاعر منظر عالم منظر کو دعوت دی گئی:

محبت کا ہم نے شجر جو لگایا تمھاری زمیں پر اکھاڑو تو جانیں
وہ بستی جو الفت کی ہم نے بسائی ہے دل میں تمہارے اجاڑو تو جانیں

مقامی شعراء میں سب سے آخر میں مسرت جبین زیبا نے اپنا کلام پیش کیا، وہ خلیج کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ ہیں، انھوں نے حضرت فاطمہؓ کی شان میں منقبت سنائی۔ مقامی شعراء کے بعد کویت میں پاکستان سے تعلق رکھنے والی ایک ایسی شخصیت کو خاکہ پڑھنے کی دعوت دی گئی جو اس تقریب کے لیے خاص طور پر تشریف لائے تھے، اپنی طرز کے منفرد خاکہ نگار اور متعدد کتابوں کے خالق جناب شاہد حناء صاحب نے بہت بہترین خاکہ پڑھا اور اس دوران ان کی خوشی، ظرافت اور شوخی تحریر کی وجہ سے مغز مہمان مسلسل مسکراتے رہے۔ لوگوں نے ان کو خوب داد دی۔

اب لوگ بیرون ملک سے آئے مہمان شعراء کو سننے کے لیے بیقرار تھے۔ ایک قدیم مقولہ ہے کہ 'ہنسی علاج غم ہے' اور اس عہد بے مہر میں جہاں دکھ زیادہ اور خوشی کم ہے، جہاں لوگ ہنسنے کو ترستے ہیں۔ مجھے اس عالمی مشاعرے کا سب سے دل فریب لمحہ یہی لگا جب مہمان شعراء کی مزاحیہ شاعری پر معزز مدعوین ہنس رہے تھے، مسکرا رہے تھے۔

سب سے پہلے مرزا مصطفیٰ علی بیگ کو دعوت سخن دی گئی:

یہ آرزو عجب ہے دل بے قرار میں
پٹرول کی طرح جلوں ان کار میں

سوئس بیل پلازہ ہوٹل کے ہال میں موجود معزز مہمانان گرامی کے چہروں پر خوشی اور مسکراہٹ تھی مزاحیہ شعراء کو

urdu.indd 22 2/16/11 12:35 PM





بھرپور داد مل رہی تھی۔

بھارت سے تشریف لائے دوسرے مزاحیہ شاعر محترم غوث خواہ مخواہ حیدرآبادی تھے جو تقریباً آدھی دنیا میں اپنی مزاحیہ شاعری کی وجہ سے معروف ہیں اور آدھی دینا کا سفر کر چکے ہیں ہال میں موجود لوگ انکو خوب داد دے رہے تھے۔

میں ایک انسان ہوں آخر عاشقی کب تک نہیں کرتا
میرے سینے میں جو دل ہے کیا وہ دھک دھک نہیں کرتا
مجھے اس عاشقی میں اس لیے بھی لطف آتا ہے
بڑھاپے کی وجہ سے کوئی مجھ پر شک نہیں کرتا

جناب خواہ مخواہ حیدرابادی کے بعد لندن میں مقیم شاعر 7 کتابوں کے خالق، اور ریڈیو پاکستان اور بی، بی، سی کی معروف شخصیت محترم صفدر رضا ہمدانی صاحب کو دعوت سخن دی گئی:

صفدر میری رگوں میں لہو کربلا کا ہے
بیعت یزید وقت کی کرنا محال ہے
نفرت منافقت سے رہی عمر بھر مجھے
صفدر میں چل سکا نہ زمانے کے ساتھ ساتھ

ان کو حاضرین نے دل کھول کر داد دی۔ آخر میں انجمن فروغ اردو ادب کے بانی اور صدر عبداللہ عباسی کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی، انھوں نے اپنے اختتامی کلمات میں اس یارگار تقریب کے انعقاد پر اپنے سرپرست دوستوں کا شکریہ ادا کیا جن کے تعاون سے اس منفرد اور مدتوں یاد رہنے والے عالمی مشاعرے کا انعقاد ممکن ہوسکا تھا، آدھی رات سے زیادہ کا وقت ہو چکا تھا، اس لیے انہوں نے مختصر بات کی، سب کا شکریہ ادا کیا اور کویت کی ادبی سماجی سیاسی اور مذہبی حلقے کی نامور شخصیت محترم جناب محمد ہوشدار خان صاحب کو بہت محبت سے اظہار خیال کی دعوت دی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں عبداللہ عباسی کی کاوشوں کی تعریف کی اور کویت کی تاریخ میں اتنا پُر وقار عالمی مشاعرے کے کامیاب انعقاد پر ان کو مبارک باد دی اور آئندہ بھی اپنے بھرپور تعاون کا وعدہ کیا۔

عالمی مشاعرے کے اختتام پر پُر تکلف عشائیے کا انتظام کیا گیا تھا۔



تقریب ختمِ قرآن

اسلامی ایجوکیشن کمیٹی کویت کے زیر اہتمام گذشتہ سال سے مدرسۃ القرآن للأطفال خیطان میں سپر ایٹ ریسٹورینٹ کی بیک سائڈ میں ایک بلڈنگ میں قائم کیا گیا ہے جس میں بچے اور بچیاں بعد نمازِ عصر قاری حفیظ الرحمٰن صاحب سے قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ یہاں جن بچوں نے قرآن ختم کیا تھا 27 جنوری کو ان کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب کے روح رواں سید سلمان شاہ تھے۔ قاری حفیظ الرحمٰن صاحب نے بڑے بلیغ انداز میں قرآن پاک کے فضائل اور آداب پر روشنی ڈالی۔ مشتاق احمد، منور احمد، مقدس خان اور محمد منیر نے بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔ ریفریشمنٹ کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔



یہ برج التحریر (Liberation Tower) ہے۔ اونچائی میں یہ کویت کی دوسری اور دنیا کی اکیسویں بڑی عمارت ہے۔ اسکی لمبائی سطح سمندر سے 372 میٹر ہے۔ اس مینار میں دو خانے ہیں پہلا خانہ 150 میٹر کی بلندی پر ہے۔ اس میں ایک گول عالیشان اور آرامدہ ہوٹل اور ایک مشاہداتی چھت بنی ہوی ہے۔ دوسرا خانہ 170 میٹر سے 210 میٹر کی بلندی پر بنا ہوا ہے۔ اس کی تعمیر میں 50 ملین کویتی دینار (150 ملین امیرکن ڈالر) صرف ہوا ہے۔